قال اللہ تعالیٰ عز وجل

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

(ترجمہ) فرمایا اللہ بزرگ برتر نے کہ اللہ کسی قوم
کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مدوجزر اسلام ۱۲۹۶ھ

معروف بہ

مسدس حالی ۱۸۷۹ء

مع

مناجات

یعنی

عرض حال ۱۸۸۶ء

جسے عالیجناب مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب انصاری متخلص بہ حالی
دام فیوضہ نے اہل اسلام کی ترقی وتنزل کے بیان مین تصنیف فرمایا

مطبع مجیدی کانپور مین طبع ہوا

بار دوم سنہ ۱۹۱۶ء

التماس - بفضلہ تعالے عاجز کے کتب خانے مین ہر علم و فن کی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ مطبوعہ کانپور لکھنؤ - دہلی میرٹھ - لاہور - بمبئی - مصر - وغیرہ وغیرہ کا موجود رہتا ہی جسکی فہرست شائقین کی طلب پر بھیجی جاسکتی ہے زیادہ تر اہتمام شائقین کے لیے کتب مطابع صحیحہ کے بھیجنے کا کیا گیا ہی - البتہ وہ کتاب جو اسوقت تک کسی مطبع مین صحیح و عمدہ طبع ہی نہین ہوئی وہ بدرجۂ مجبوری غلط او رخراب طبع شدہ ہوتی ہے - اس فہرست مین صرف اُسی فن کی کتب درج کی جاتی ہین -

الملتمس محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع مجیدی کانپور

نام کتاب	قیمت
تاریخ الخلفاء عربی	ایک روپیہ
قصص الانبیا فارسی	سوا روپیہ
معارج النبوۃ فارسی جدید	چار روپیہ
مدارج النبوۃ فارسی	دو روپیہ دو آنہ
خزینۃ الاصفیا فارسی	ایکروپیہ چودہ آنہ
اکبرنامہ کامل فارسی	گیارہ روپیہ
آئین اکبری فارسی	چھہ روپیہ آٹھ آنہ
روضۃ الصفا کامل فارسی	نو روپیہ بارہ آنہ
تاریخ فرشتہ فارسی	چار روپیہ
شاہنامہ فردوسی	ساڑھے چار روپیہ
وقائع نعمتخان عالی	چار آنہ
جنگنامہ نعمتخان عالی	پون آنہ
سیر المتاخرین	چار روپیہ
تاریخ عدن عربی	
قلائد الجمن	آٹھ آنہ

نام کتاب	قیمت
جامع التواریخ فارسی	ڈیڑھ روپیہ
خزانۂ عامرہ	بارہ آنہ
شواہد النبوۃ از ملا جامی	ساڑھے چھہ آنہ

کتب سیر و تاریخ اردو

نام کتاب	قیمت
قصص الانبیا کلان اردو یہ بڑی کتاب جسمین بڑے بڑے انبیا کا ذکر ہے یہ کئی جگہ کلکتہ و بمبئی وغیرہ مین چھپی اور کثرت شائقین سے ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی اب بفضلہ تعالے مطبع مجیدی کانپور مین عمدہ کاغذ پر نہایت عمدگی وصفائی سے چھپی ہے	ڈیڑھ روپیہ
احوال الانبیا اردو یہ کتاب دو جلد مین ہے پہلی جلد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات ہین اور دوسری جلد مین اور تمام انبیاء کے حالات ہین	چار روپیہ بارہ آنہ
قصص الانبیا خُرد	ساڑھے آٹھ آنہ
مناہج النبوۃ ترجمہ اُردو مدارج النبوۃ	دو روپیہ چودہ آنہ
تحفۃ الاتقیاء فضائل سید الانبیا اردو مترجم	چودہ آنہ
تاریخ حبیب اللہ	پانچ آنہ
تاریخ مدینہ منورہ ترجمہ جذب القلوب	ساڑھے سات آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا دیباچہ

سنہ ۱۲۹۶ھ

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی | بزم شعرا مین شعرخوانی چھوڑی
جبسے دلِ زندہ تونے ہمکو چھوڑا | ہمنے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے دلچسپ اور پُر فضا میدان مین گذرا جو کُلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہان ریت کی ٹیلے تھے۔ نہ خاردار جھاڑیان تھین نہ آندھیون کے طوفان تھے نہ بادسموم کی لپٹ تھی جب اس میدان سی کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سی بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون ولولے اور لاکھون اُمنگین خود بخود دل مین پیدا ہوگئین۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اُسی قدر وحشت خیز تھا۔ اسکی سرسبز جھاڑیون مین ہولناک درندے چھپے ہوی تھے اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوے تھے۔ جون ہی اُسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشے سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سی دم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا خیال آیا نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اُٹھائی نہ فراق کا مزہ چکھا

پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے

البتہ شاعری کی بدولت چندروز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ مین برسون دشت جنون کی وہ خاک اُڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کردیا کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکون کو ہلا ڈالا کبھی چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبودیا آہ و فغان کے شور سے کروبیوں کے کان بہرے ہوگئے شکایتون کی بوچھار سے زمانہ چیخ اُٹھا۔ طعنون کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہوگیا۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہان تک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہوگئے۔ جب شوق کا دریا اُمڈا تو کشش دل سے جذب مقناطیسی اور قوّت کہربائی کا کام لیا۔ بارہا تیغ ابرو سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اُٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اُتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدان قیامت مین اکثر گذر ہوا بہشت دوزخ کی بارہا سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم لنڈھا دیے اور پھر بھی سیر نہوے۔ کبھی خانۂ خمّار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی۔ کبھی مے فروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے پیر مغان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنون کے چیلے بنے۔ بُت پوجے زنّار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پہ پھبتیان کہین۔ واعظون کا خاکہ اُڑایا دَیر و بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ و مسجد کی توہین کی۔ خدا سے شوخیان کین۔ نبیون سے گستاخیان کین۔ اعجاز مسیحی کو ایک کھیل جانا۔ حُسن یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدون کی بولیان بولین۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور باد خوانون کے مُنہ پھیر دیے۔ مشت خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوب خشک مین عصای موسئی کے کرشمے

دکھائے۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے جا ملایا۔ ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا۔ جسکے مدّاح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچھ مزہ نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چھوڑی

تمسکاتِ گناہانِ خلق پارہ کنند
جو پرسشِ گنہم روزِ حشر خواہد بود

بیس برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کے بیل کی طرح اُسی ایک چکّر مین پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے جب آنکھین کھُلین تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تھے اب تک وہین ہین۔

دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائی
شکستِ رنگِ شبابی ہنوز رعنائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو داہنے بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین بیشمار راہین چارون طرف کھُلی ہوئی تھین اور خیال کے لیے کہین عرصہ تنگ نہ تھا جی مین آیا کہ قدم آگے بڑھائین اور اُس میدان کی سیر کرین مگر جو قدم بیس برس ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اُنسے وسیع میدان مین کام لینا آسان نہ تھا اُسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمّی گردش مین ہاتھ پانون چور ہو گئے تھے اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پانون مین چکّر تھا اسلیے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا چند روز اِسی تردد مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ[1] جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گزار راستے مین رہ نورد ہے بہت سے لوگ جو اُسکے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہین بہت سے ابھی اُسکے ساتھ

[1] یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خان (غفر اللہ لہٗ) ۱۳۱۵ھ

اُفتان وخیزان چلے جاتے ہین۔ مگر ہونٹون پر پیڑیان جمی ہین پیر دمین چھالے پڑے ہین دم چڑھ رہا ہے۔ چہرہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین۔ لیکن وہ اولوالعزم آدمی جوان سب کا رہنما ہے اسیطرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے راستے کی تکان ہے۔ نہ ساتھیون کے چھوٹ جانیکی پرواہ ہے نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہے اُسکی چتونمین غضب کا جادو بھرا ہے کہ جسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھین بند کرکے اُسکے ساتھ ہو لیتا ہے اُسکی ایک نگاہ اِدھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی تیئیس برس کی تھکے ہارے خستہ وکوفتہ اُسی دشوار گزار راستے پر پڑ لیے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتی ہین نہ یہ معلوم ہے کہ کیون جاتی ہین۔ نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہے نہ عزم ہے نہ استقلال ہے۔ نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لیے چلا جاتا ہے۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبرو جوانان　　دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے

زمانے کا نیا ٹھاٹھ دیکھکر پُرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی نہ یارون کی اُبھارون سے دل بڑھتا تھا نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا مُنھ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کیے بغیر نہین رہ سکتا اسیلیے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گُھٹا جاتا تھا دل ودماغ مین تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈھتے تھے قوم کے ایک سچّے خیرخواہ نے (جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پُکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پُرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیونکی خدمت کر رہا ہے اُسی طرح ہر اپاہج اور نکمّے کو اُسی کام مین لگانا چاہتا ہے

آ کر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ" حیوان ناطق ہونے کا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہے"

روچو انسان لب بجنبان در دہن ور جمادی لافِ انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین۔ شریف خاک مین مل گئے ہین۔ علم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے۔ پیٹ کی چارون طرف دوہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین۔ تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پانؤن مین پڑی ہے۔ جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہین غافل اور بے پرواہ ہین۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانے کی ضرورتون اور مصلحتون سے ناواقف ہین۔ ایسے وقت مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ مین سوار ہین اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے۔ اور لکھ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاصکر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کے لیے اب تک کسی نے نہین لکھی اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کر سکتے دوسرے یہ کہ ہمکو کچھ کرنا چاہیے پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوے

در فیض ست منشین ای کشایش نا امید اینجا — برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ[1] ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ اُٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی مین جا کر ٹھہری برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک اُبال آیا افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اُن ہی سے کام لینا شروع کیا اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی۔ دُنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہوا۔ مگر ہر حال مین یہ دھن لگی رہی۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق طیار ہو گئی اور ناصح مشفق سے شرمندہ نہونا پڑا۔ صرف ایک اُمید کے سہارے پر یہ راہ دور و دراز طے کی گئی ہے ورنہ منزل کا نشان نہ ابتک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے۔

خبرم نیست کہ منزل گہ مقصود کجاست — این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی اس ابتر حالت کا خاکہ کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت رکھا گیا۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبی اُمی کی تعلیم سے اُس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہو جانا اور اُس ابر رحمت کا اُمت کی کھیتی کو

[1] اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ نا اُمید ہو جاتے ہین تو وہ مینھ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔

رحلت کے وقت ہرا بھرا چھوڑ جانا اور مسلمانونکا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم کو سبقت لیجانا بیان کیا ہی۔ اسکے بعد اُنکے تنزّل کا حال لکھا ہی اور قوم کے لیے اپنے بے ہنر ہاتھوں سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہی۔ جسمین آکر وہ اپنے خط وخال دیکھ سکتے اور سمجھ سکتے ہین کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اگرچہ اس جانکاہ نظم مین (جسکی دشواریان لکھنے والے ہی کا دل اور دماغ خوب جانتا ہی) بیان کا حق نہ مجھسے ادا ہوا ہی نہو سکتا تھا مگر شکر ہی کہ جسقدر ہو گیا اتنی بھی امید نہ تھی ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکھی پھیکی سیدھی سادھی نظم کو پسند نکرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی وقعات ہین یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہی۔ یا جو آجکل قوم کی حالت ہی اُسکا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہی۔ نہ کہین نازک خیالی ہی۔ نہ رنگین بیانی ہی۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہی نہ تکلّف کی چاشنی ہی۔ غرض کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہی کہ لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ[1] گویا اہل دہلی و لکھنؤ کی دعوت مین ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ہے جسمین اُبالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھ بھی نہین مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سُننے کے لیے نہین کی گئی ہے۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے کے لیے کی گئی ہی اگر دیکھین اور پڑھین اور سمجھین تو اُنکا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہین۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

[1] نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کَلِمَتَانِ غَرِیۡبَتَانِ فَاحۡتَمِلُوۡھُمَا

دو باتین نادر ہین اُنھین گوارا کرو

کَلِمَۃُ حِکۡمَۃٍ مِّنۡ سَفِیۡہٍ فَاقۡبَلُوۡھَا + وَکَلِمَۃُ سَفۡھَۃٍ مِّنۡ حَکِیۡمٍ فَاغۡفِرُوۡھَا

دانائی کی بات جو نادان کہے اُسے قبول کرو + اور نادانی کی بات جو دانا کہے اُسے بخشدو

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے | اسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد | دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

مسدس

کسی نے یہ بقراط[1] سے جاکے پوچھا | مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا | کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین | کہے جو طبیب اُسکو ہذیان سمجھین
سبب[2] یا علامت گر اُنکو سجھائین | تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین | یون ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ | یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

(کلام بیہودہ — ہذیان) (جانچ مرض کی — تشخیص) (مرغوب — مانوس) ۱۲

---

[1] یہ شخص قدیم دار الخلافۂ شام یعنی شہر حمص مین سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہی عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی ۱۲

[2] طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو۔ اور علامت جس سے مرض پہچانا جائے ۱۲

یہی حال دنیا مین اُس قوم کا ہی
بھنور مین جہاز آکے جسکا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفان بپا ہی
گمان ہی یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہین لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی
پڑے سوتے ہین بیخبر اہلِ کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہی
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہی
چپ و راست سی یہ صدا آ رہی ہی
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہے
تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے
ہوئی صبح اور خوابِ راحت وہی ہے
نہ افسوس انھین اپنی ذلت پہ ہی کچھ
نہ رشک اور قومونکی عزت پہ ہی کچھ

بہائم کی اور اُنکی حالت ہی یکسان
کہ جس حال مین ہین اُسی مین ہین شادان
نہ ذلت سی نفرت نہ عزت کا ارمان
نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کی خواہان
لیا عقل و دین سی نہ کچھ کام اُنھون نے
کیا دینِ برحق کو بدنام اُنھون نے

وہ دین[۱] جسنے اعدا کو اخوان بنایا
وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندون کو غمخوارِ دوران بنایا
گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھورونکا گلہ
گران کر دیا اُسکا عالم سے پلہ

---

۱ جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہے "کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا" یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی ۱۲

(زمانۂ فترت)

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا جہان سے الگ اک جزیرہ[1] نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا نہ کشور ستان تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن[2] کا اس پر پڑا تھا نہ سایا ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسر کنول جس سے کھلجائین دل کے سراسر
نہ سبزہ[3] تھا صحرا مین پیدا نہ پانی فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب (ریگستان ۱۲) اور بیابان کھجورون کے جھنڈ (آندھی ۱۲) اور خار مغیلان (ببول ۱۲)
نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی عرب اور کل کائنات (موجودات ۱۲) اسکی یہ تھی

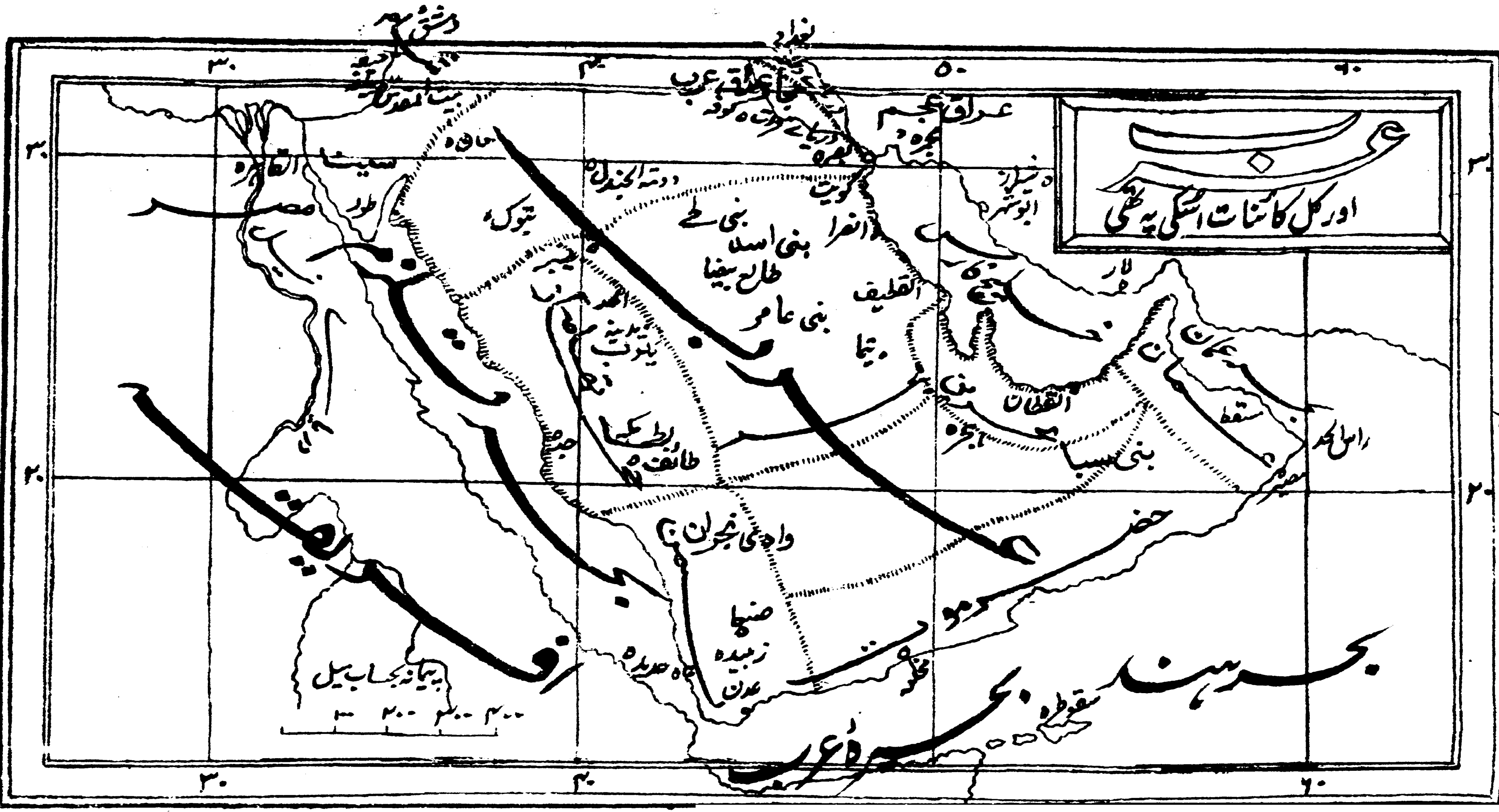
نہ وان مصر[4] کی روشنی جلوہ گر تھی نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی خدا کی زمین بن جتی سربسر تھی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

۱؎ جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو ۱۲

۲؎ عربی مین سویلزیشن یعنی (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا۔ چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتونکو دول التمدن کہتے ہین ۱۲

۳؎ یعنی عرب مین سبزہ باغ و آب جاری وغیرہ مین سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے دماغ انسان مین تازگی دل مین شگفتگی قوی مین طاقت پیدا ہو ۱۲

۴؎ مصر کی روشنی مصر کے علوم و فنون سے مراد ہے مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتو سے روشن ہوا تھا۔


عرب
اور کل کائنات اسکی پہ تھی
عراق عجم
شیراز
ابوشہر
بصرہ
کویت
بغداد
عراق عرب
دمشق
بیت المقدس
سینا
القاہرہ
مصر
طور
تبوک
دومۃ الجندل
بنی طے
بنی اسد
طالع بیضا
القطیف
بنی عامر
خیبر
المدینہ
یثرب
مکہ
طائف
جدہ
وادی نجران
صنعا
زبیدہ
عدن
مخا
حضرموت
بحر ہند
بحیرہ عرب
سقوطرہ
عمان
مسقط
راس الحد
بنی سبا
فارس
لار
بہ پیمانہ حساب میل
۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۲۰

کہین آگ پجتی تھی وان بے محابا — کہین تھا کواکب پرستی[1] کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا — بتون کا عمل سو بسو جابجا تھا
کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی — طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی
وہ دنیا مین گھر[2] سب سے پہلا خدا کا — خلیل ایک معمار تھا جس بِنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا — کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا
وہ تیرتھ تھا اک بُت پرستون کا گویا — جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا
قبیلے قبیلے کا بُت اک جُدا تھا — کسی کا ہبل[3] تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّےٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور — اندھیرا تھا فاران[4] کی چوٹیون پر

[1] صابئین کا فرقہ ستارونکو پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تھے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے جو لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے یہ سب فرقے جزیرہ نمای عرب مین جمع تھے ۱۲

[2] اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنای حضرت سلیمانؑ یعنی بیت المقدس سے نو سو ننانوے برس پہلے اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا ۱۲

[3] ہبل۔ صفا۔ عزّیٰ۔ نائلہ۔ چارون بتونکے نام ہین انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بُت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلے کے ساتھ مخصوص تھا ۱۲

[4] فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے اس شعر مین اُس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰؑ نے توریت مین اور حبقوق نبیؑ نے اپنی کتاب مین دی ہے اس بشارت کی اُردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین "خدا سینا سے نکلا ساعیر سے چمکا فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اُسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" کوہ سینا کو حضرت موسیٰؑ اور کوہ ساعیر کو حضرت عیسیٰؑ سے اور کوہ فاران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دی ہے (توریت کتاب پنجم باب ۳۳ ۔ ۲) "وہ آئیگا اللہ جنوب سے القدوس فاران کے پہاڑ سے آسمان کو جمال سے چھپا دیا اسکی ستایش سے زمین بھر گئی" کتاب حبقوق باب ۳ ۔ ۳

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا انکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ (کوڑا ۱۲)
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپسمین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا — تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب[1] کی باہم لڑائی — صدی جسمین آدھی انھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جسنے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک انکی جہالت کا تھا وہ

اسی طرح اک اور خونریز بیدا — عرب مین لقب حرب داحس[2] تھا جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمین برپا (ہلاکت شورش ۱۲) — بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی[3] نے — کہ گھوڑ دوڑ مین جنبہ کی تھی کسی نے

---

[1] یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کھیت مین چلا گیا۔ کھیت والی عورت نے اسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی اس بات پر ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے ۱۲

[2] یہ لڑائی ۵۶۸ء سے ۶۲۶ء تک جاری رہی۔ داحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے بڑھکر اسے بدکا دیا۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے۔

[3] اصمعی سے زمانۂ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین ۱۲

ولادت شریف حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لبِ جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا — کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین — یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جو اُنکی دن رات کی دل لگی تھی — شراب اُنکی گھُٹّی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی — غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی
بہت اسطرح اُنکو گذری تھین صدیان — کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت — بڑھا جانبِ بوقبیس[1] ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا[2] نے کی وہ ودیعت (امانت ۱۲) — چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوے آمنہ[3] سے ہویدا — دعاے خلیل اور نویدِ مسیحا[4] (بشارت ۱۲)

[1] یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکۂ معظمہ سے جانب مشرق واقع ہے۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے ۱۲

[2] بطحا ایک مقام مکہ اور منی کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے اور لغت مین اُس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون ۱۲

[3] آمنہ بنت وہب بن عبد مناف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ہے ۱۲

[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابرہیم کی دعا اور بھائی عیسیٰ علیہما السلام کی بشارت ہون۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورۂ بقرہ کے رکوع پندرہ مین مذکور ہے دعا کی تھی کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اُن ہی مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰؑ نے جیسا کہ سورۂ صف کی پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کی سولھوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمدؐ ہوگا ۱۲

ہوے محو عالم سے آثارِ ظلمت | کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت | کہ تھا ابر مین ماہتابِ رسالت
یہ چالیسوین سال لطفِ خدا سے | کیا چاند نے کھیت غارِ حرا[۱] سے

وہ نبیون مین رحمت[۲] لقب پانیوالا | مُرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرونکی کام آنیوالا | وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیرونکا ملجا ضعیفونکا ماویٰ | یتیمون کا والی غلامونکا مولیٰ

خطاکار سے درگذر کرنے والا | بد اندیش کے دل مین گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا | قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوے قوم آیا | اور اک نسخۂ کیمیا[۳] ساتھ لایا

مسِ خام کو جسنے کندن بنایا | کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنون (صدیان ۱۲) سے تھا جہل چھایا | پلٹ دی بس اک آن مین اُسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا | اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

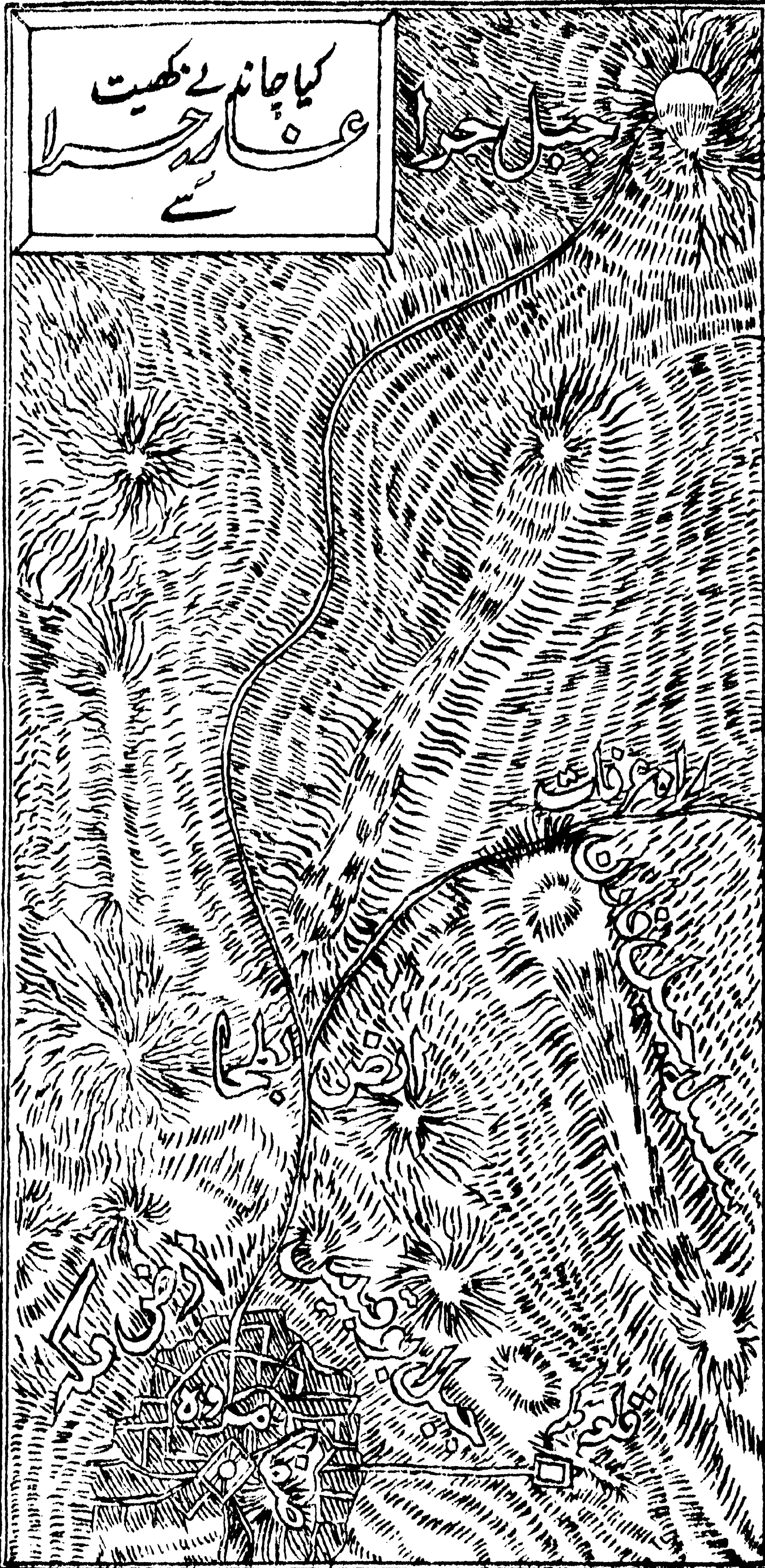
پڑی کان (کھان ۱۲) مین دھات تھی اک نکمّی | نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت مین جو اُسکے جوہر تھے اصلی | ہوے سب تھے مٹّی مین ملکر وہ مٹّی
یہ تھا ثبت علمِ قضا و قدر مین | کہ بنجائے گی وہ طلا (کندن ۱۲) اک نظر مین

---

۱ کوہ حرا جو کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اُسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غار حرا کہتے ہین سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی ۱۲

۲ یہ اشارہ ہے طرف اس آیۂ پاک کے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ یعنے ہمنے تمکو نہین بھیجا ہے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بلکہ رحمت بھیجی ہے تمام عالم کے لیے ۱۲

۳ یہ استعارہ ہے طرف کلام مجید و فرقان حمید کے ۱۲



کیا چاند نے دکھیت
غار حرا
سے
جبل حرا
راہ عرفات
ارض بطحا

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر
تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور
سوے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا[1] پر
یہ فرمایا سب سے کہ ای آلِ غالب[2]
سمجھتے ہو تم مجکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا
کبھی ہمنے جھوٹا سُنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا
تو باور کروگے اگر مین کہونگا؟
کہ فوجِ گران پشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھین گھات پاکر"

کہا "تیری ہر بات کا یان یقین ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین[3] ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے
تو سُن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یان سے ہے جانیوالا
ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا"

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اِک لگن دل مین سب کے لگادی
اِک آواز مین سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا اُنکو پڑھایا
حقیقت کا گر اُنکو اِک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤن کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز ابتک جہان پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اُٹھا کر

---

[1] صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار پے در پے دوڑنے کا حکم ہے حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گذرتی تھی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھین اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے ۱۲

[2] قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین۔ غالب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام ہے جو کہ عدنان سے گیارہ پشت نیچے ہین ۱۲

[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بسبب اُن کی نیکی سچائی دیانت وغیرہ کے ابتدا ہی سے امین کا لقب حاصل ہوگیا تھا اور آپ کو بعثت سے پہلے سب لوگ محمد امین کہہ کر پکارتے تھے ۱۲

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیمان[۱] بھلائے تھے بندون نے مالک کے فرمان
زمانے مین تھا دورِ صہبائے بطلان مے حق سے محرم نہ تھی بزم دوران
اچھوتا[۲] تھا توحید کا جام اب تک خم معرفت کا تھا منہ خام اب تک
نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا[۳] سے نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا[۴] سے پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا یہ راعی[۵] نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذات[۶] واحد عبادت کے لائق زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہین فرمان اطاعت کے لائق اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اسکے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم اسی کی طلب مین مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اسکی خدائی نہین اسکے آگے کسی کو بڑائی

---

۱ یعنی پیمان الست جسکا اشارہ قرآن مجید کی اس آیت مین ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی (ترجمہ) کیا نہین ہون مین رب تمھارا سب (ارواحون) نے کہا بیشک تو ہی ہے (رب ہمارا) ۱۲

۲ اچھوتا اُسے کہتے ہین جسکو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور کسی نے استعمال نہ کیا ہو پس مقصود یہ ہے کہ جس توحید کی اسلام نے تعلیم دی وہ ادیان سابقہ کے حصہ مین نہین آئی تھی ۱۲

۳ یعنی کفار عرب قیامت کے منکر تھے ۱۲

۴ اصطلاح صوفیہ مین ذات باری کے سوا جو کچھ ہے اُسکو ماسوا کہتے ہین اور اس مصرع مین طنزاً معشوق مجازی سے مراد لیا ہے ۱۲

۵ راعی بکریاں چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے۔

۶ تعلیم توحید جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ایسی کسی نبی سے نہین بن پڑی ۱۲

خرد اور ادراک رنجور ہین وان   مہ و مہر ادنے سے مزدور ہین وان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وان   نبی اور صدیق[۱] مجبور ہین وان
نہ پرسش ہے رہبان[۲] و احبار[۳] کی وان   نہ پروا ہے ابرار و احرار[۴] کی وان

نصاریٰ کے مانند دھوکا نہ کھانا   کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا   بڑھا[۵] کر بہت تم نہ مجکو گھٹانا
سب انسان ہین وان جسطرح سرفگندہ   اسیطرح ہون مین بھی اک اسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم   نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم   کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی   کہ بندہ[۶] بھی ہون اسکا اور ایلچی بھی

اسیطرح دل انکا اک اک سے توڑا   ہراک قبلۂ کج سے منھ انکا موڑا
کہین ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا   خداوند سے رشتہ بندونکا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے   دیے سر جھکا انکے مالک کے آگے

---

۱ صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنے والا ۱۲
۲ رہبان عیسائیون کے درویش ۱۲
۳ احبار عیسائیون کے علماے دین ۱۲
۴ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۱۲
۵ یعنی امت مسیحیہ کیطرح تم مجکو بڑھا کر الوہیت کے درجے تک نہ پہونچا دینا کیونکہ اس سے دین کے مخالفون کو طعن کا موقع ملتا ہے اور دین کی تحقیر ہوتی ہے پس انبیا کو انکی حد سے بڑھا دینا گویا انکے رتبہ کو دنیا کی نظر مین گھٹا دینا ہے
۶ یہ اشارہ ہے طرف اس آیہ شریف کے "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" یعنی تم کہدو (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ مین تو تمھاری مثل ایک بشر ہون میری طرف وحی کیجاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اکیلا (جسکا کوئی شریک نہین) ۱۲

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب | نشان گنج و دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل انکا گرما گیا جب | سماں اُنپہ توحید کا چھا گیا جب

سکھائے معیشت کے آداب اُنکو | پڑھائے تمدن[4] کے سب باب اُنکو
جتائی انھیں وقت کی قدر و قیمت | دلائی انھیں کام کی حرص و رغبت

کہا چھوڑ دینگے سب[1] آخر رفاقت | ہوں فرزند و زن اُسمیں یا مال و دولت
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمھارا | بھلائی میں جو وقت تمنے گذارا

غنیمت[2] ہے صحت علالت سے پہلے | فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے | اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت | جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت"
یہ کہکر کیا عالم[3] پر اُنکو شیدا | کہ ہیں دور رحمت سے سب اہلِ دنیا

مگر دھیان ہے جنکو ہر دم خدا کا | ہے تعلیم کا یا سدا جنمیں چرچا
اُنہی کیلیے یاں ہے نعمت خدا کی | اُنہی پر وہاں جا کے رحمت خدا کی"

---

[1] اشارہ ہے طرف اس حدیث کے یتبع المیت ثلثۃ اھلہ و مالہ و عملہ فیرجع اثنان و یبقی واحد یرجع اھلہ و مالہ و یبقی عملہ یعنی پیچھے لگی جاتی ہیں مردہ کے تین چیزیں اُسکے قرابتی لوگ اور مال اور عمل سو دو تو پلٹ آتے ہیں اور ایک رہجاتی ہے قرابتی لوگ اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اُسکا عمل اُسکے ساتھ رہجاتا ہے ۱۲

[2] یہ گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک و حیوتک قبل موتک یعنی غنیمت جان تو پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے پہلے جوانی کو بڑھاپے کے پہلے۔ تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فرصت کو کام سے پہلے۔ زندگی کو موت سے پہلے

[3] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے الا ان الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ و ما والاہ او عالم او متعلم آگاہ ہوجاؤ کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس قبیل سے ہو یا علم سکھانے والا اور علم سیکھنے والا ۱۲

[4] تمدن بمعنے انتظام شہر ۱۲

سکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شفقت کہا ہے یہ اسلامیوں[۱] کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہونچاتے ہیں اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں

خدا[۲] رحم کرتا نہیں اُس بشر پہ نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پہ
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پہ پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پہ
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پہ خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پہ

ڈرایا تعصب سے اُنکو یہ کہکر کہ زندہ[۳] رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُسکے یاور
نہیں حق سے کچھ اُس محبت کو بہرا کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا

بچایا بُرائی سے اُنکو یہ کہکر کہ طاعت[۴] سے ترکِ معاصی ہے بہتر
تورُّع کا ہے ذات میں جنکی جوہر نہونگے کبھی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اہلِ[۵] ورع کا جہاں تم نہ لو عابدوں کا کبھی نام واں تم

۱ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے اَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا نیکی کر اپنے ہمسایہ کے ساتھ تو ہوگا تو مومن اور چاہ کر لوگوں کے واسطے جو چاہتا ہے تو اپنے لیے ہوگا تو پکا مسلمان ۱۲

۲ یہ اُن دو حدیثوں کا ترجمہ ہے اول لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالے اُسپر رحم نہیں فرماتا دوم اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ تم رحم کرو اُسپر جو زمین میں ہے تمپر رحم کرے گا وہ جو آسمان میں ہے (یعنی اللہ تعالے) ۱۲

۳ یہ اس حدیث کا ماحصل ہے۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّۃً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ جو حق پر نہو اُسکی حمایت کرنیوالا ہم میں سے نہیں ہے اور جو ناحق کی طرفداری میں جنگ کرے اور لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو ناحق کی حمایت یعنی تعصب پر مرے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے ۱۲

۴ یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذُکِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِعِبَادَۃٍ وَاجْتِهَادٍ وَذُکِرَ اٰخَرُ بِرِعَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَۃِ یعنی ورع ذکر کیا گیا ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ عبادت اور اجتہاد کے اور دوسرے کا ذکر کیا گیا ساتھ تقویٰ اور پارسائی کے پس فرمایا حضور نبی صلعم نے کہ مت برابر شمار کر تقویٰ کو ۱۲

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی — کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی لہ
خبر تا کہ لو اُس سے اپنی پرائی — نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہی دنیا کی گریان یہ نیت — تو جمکو گے وان ماہِ کامل کی صورت

امیرون کو تنبیہ کی اس طرح پر — کہ ہین ل۲ تم مین جو اغنیا اور توانگر
اگر اپنے طبقے مین ہون سب سے بہتر — بنی نوع کے ہون مددگار و یاور
نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز — اٹھاتی نہون بیٹھکر کام ہرگز

تو مُردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جسکو ایسا
پہ جب اہلِ دولت ہون اشرارِ دنیا — نہو عیش مین جنکو اور ونکی پروا
نہیں اس زمانے مین کچھ خیر و برکت — اقامت سے بہتر ہے اُسوقت رحلت"

دیے پھیر دل اُنکے مکر و ریا سے — بھر اُنکے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا اُنھیں کذب سے افترا سے — کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق مین نہ کچھ باک اُنکو — بس اک شوب مین کر دیا پاک اُنکو

لہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہین مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَوَجْھُہٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ جو شخص حلال روزی تلاش کرے سوال سے بچنے کے لیے اپنے لیے اور اپنے گھر والون کے گذارہ کے لیے اور ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے تو ایسا دنیادار قیامت کے دن خدا سے اس طرح ملاقات کریگا کہ اسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا"

ل۲ اس حدیث کا ماحصل ہے اِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا جبکہ ہو وین رؤسا تم مین کے بہتر تمھارے لیے اور توانگر تم مین کے سخی اور امورات تمھاری مشورت سے پس پیٹھ زمین کی بہتر ہے تمھارے لیے اسکے پیٹ سے اور جبکہ رؤسا تمھارے دنیا بھر سے بدتر ہون اور توانگر تمھارے کنجوس اور امورات تمھاری عورتون پر محول ہون پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمھارے لیے اسکی پیٹھ سے ۱۲

کہین حفظِ صحت کے آئین سکھائے
سفر کے کہین شوق اُنکو دلائے

مفاد اُنکو سوداگری کے سُجھائے
اصول اُنکو فرماندہی کے بتائے

نشان راہِ منزل کا اک اک دکھایا
بنی نوع کا اُنکو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت یہ تعلیم غالب
کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب

مناقب سے بدلے گئے سب مثالب
ہوئی روح سے بہرہ ور اُنکے قالب

اوصاف حمیدہ ۱۲ — برائیاں ۱۲

جسے راج[۱] رد کر چکے تھے وہ پتھر
ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

معمار ۱۲

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت

رہی[۲] حق پہ باقی نہ بندونکی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیونکے مددگار بندے

خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیمونکے رانڈونکے غمخوار بندے

رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے مین مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے

سرِ احکامِ دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے

ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

۱ یہ اُس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمٰعیل کے حق مین سمجھتے ہین ۱۲

۲ یعنی جب نبی کی تعلیم سے خدا نے اپنے بندون کو دین حق سے مطلع کر دیا اور کسیکو یہ کہنے کا منصب نہ رہا کہ ہمپر خدا نے نبی نہ بھیجا ۱۲

اگر اختلاف اُنمین باہم دگر تھا | تو بالکل مدار اُسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑونمین شر تھا | خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی | ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانونمین تھی وان تکلّف کی کلفت | نہ پوشش سی مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت | فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اِک باغ ایسا | نہ تھا جسمین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمّت کے ایسے نگہبان | ہو گلّے کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمّی و مسلم کو یکسان | نہ تھا عبد و حُر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپسمین ایسی | زمانے مین مان جائی بہنین ہون جیسی

(عبد: غلام ۱۲، حُر: آزاد ۱۲، تفاوت: فرق ۱۲)

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُنکی | فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی | شریعت کے قبضے مین تھی باگ اُنکی (لاگ: تعلق ۱۲)

جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ | جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

---

۱ یعنی جو آزادگی آخر کو یورپ و امریکہ مین پھیلی اور جسنے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو سرسبز کر دیا اُسکی بنیاد اول خلافت راشدہ کے زمانے مین پڑی تھی جیسا کہ مختصر طور پر اس مسدس مین بیان کیا گیا ہے ۱۲

۲ خلیفۂ وقت جسکا کُل کھجور کے تنکون سے سلا ہوتا تھا وہ اونٹونکی مالش اپنے ہاتھ سے کیا کرتا تھا مشک کاندھے پر رکھکر لوگون کے گھر مین پانی بھر آتا تھا میدان جنگ سے آئے ہوئے خطوط ہر ایک کے مکان پر جاکر خود دے آتا تھا اور پھر اُنکے جواب لشکر کو روانہ کرتا تھا ۱۲

۳ ذمّی اُن لوگون کو کہتے ہین جو غیر مسلم ہوتے ہین اور مسلمانون کی امان مین رہتے ہین ۱۲

کفایت جہان چاہیے وان کفایت سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت
نچی اور تلی دشمنی اور محبت نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گیا اُس سے وہ بھی رُکا حق سے جو رُک گیا اُس سے وہ بھی
ترقی کا جس دم خیال اُنکو آیا اِک اندھیر تھا ربع مسکون مین چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایا بلندی سے تھا جسنے سب کو گرایا
وہ نیشن جو ہین آج گردون کے تارے دُھندلکے مین بستی کے پنہان تھے سارے
نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیون کا نہ یہ بخت و اقبال نصرانیون کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیون کا پریشان تھا شیرازہ ساسانیون کا
جہاز اہل رُوما کا تھا ڈگمگاتا چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

---

۱ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کسی جنگ مین اپنے دشمن کو مغلوب کیا اور جب قتل کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا آپ فوراً اُسکے سینہ سے اُتر آئے دشمن نے متعجب ہو کر اپنے چھوڑ دیے جانے کا سبب دریافت کیا آپنے فرمایا کہ مجکو تیرا قتل کرنا محض اللہ کے واسطے تھا تیرے تھوکنے پر مجکو غصہ آگیا اور اب چونکہ نفس کی شرکت ہو گئی ہے لہذا نفسانیت کے ساتھ مین نے قتل کرنا پسند نہ کیا اس بیان پاک کا آپ کے دشمن پر ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً ایمان لا کر مشرف باسلام ہو گیا ۱۲

۲ کرۂ زمین پر ایک چوتھائی خشکی اور تین چوتھائی پانی مانا جاتا ہے پس ایک چوتھائی خشکی کا نام ربع مسکون ہے ۱۲

۳ یعنی یورپ و امریکہ کی ترقی یافتہ قومین نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین ۱۲

۴ دھندلکا تاریکی اور روشنائی کے درمیان ایک تیسری حالت جسمین کوئی چیز اچھی طرح محسوس نہوتی ہو مجازاً تاریکی کو بھی کہتے ہین ۱۲

۵ ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوے ہین وہ ساسانی کہلاتے ہین ۱۲

۶ روما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریاے ٹامبر کے بائین منارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی شہر دارالسلطنت تھا۔ جہاز کو روما کے ساتھ اور چراغ کو عبدالنار یعنی قدماے اہل فارس کے ساتھ جو مناسبت ہے ظاہر ہے ۱۲

ادھر ہند مین ہر طرف تھا اندھیرا | کہ تھا گیان گن کا لدا یان سے ڈیرا
ادھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا | کہ دل سب سے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیون مین | نہ یزدان پرستی تھی یزدانیون مین

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی | گلون پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی | پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پر تھا ابر ستم کا تریڑا | تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان | درندون کی اور انکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان | بہت دور پہونچا تھا وان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے | وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب | جہان عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہان ابر رحمت گہربار ہے اب | جہان ہن برستا لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وان نشان تک | سمندر کی آئی نہ تھی موج وان تک

۵۱ عجم لفظ عربی ہے عرب کی زمین کے سوا ہر زمین کو عجم کہہ سکتے ہین مگر اطلاق اسکا ایران و توران تک ہے ۱۲

۵۲ یزدانی سے مراد پارسی ہین جو ایک خیر کا اور دوسرا شر کا خالق مانتے ہین پہلے کو یزدان اور دوسرے کو اہرمن کہتے ہین ۱۲

۵۳ زمانہ وسطی مین جو کہ حضرت عیسیٰ سے لیکر سنہ ۱۵۰۰ مسیحی تک رہا تقریباً آٹھ سو برس سے تمام یورپ مین تاریکی اور اندھیرا چھایا رہا ظلم اور بدنظمیان جہل اور ضلالت اور بے دیانتی وغیرہ تمام قومون پر غالب تھی یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تھا اسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ مین روشنی پھیلائی تھی ۱۲

۵۴ ہن ایک سونے کا سکہ تھا جو کسی زمانہ مین دکن مین جاری تھا اور محاورہ مین ہن برسنے سے دولت کی کثرت و افراط مراد ہوتی ہے یہان دولت علم مقصود ہے ۱۲

اسلام کی ترقیات

نہ رستہ ترقی کا کوئی کھلا تھا ۔ نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انھین قطع کرنا پڑا تھا ۔ جہان نقش پا تھا نہ شورِ درا تھا
جون ہی کان مین حق کی آواز آئی ۔ لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

گھٹا اک پہاڑون سی بطحا کے اٹھی ۔ پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اسکی پہونچی ۔ جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سی محروم آبی نہ خاکی ۔ ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

نتائج تعلیم

کیا امیون نے جہان مین اجالا ۔ ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتون کو عرب اور عجم سے نکالا ۔ ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے مین پھیلائی توحید مطلق ۔ لگی آنے گھر گھر سی آوازِ حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین ۔ پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین ۔ لگی خاک سی اڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کر ۔ جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لیے علم و فن انسے نصرانیون نے ۔ کیا کسب اخلاق روحانیون نے
ادب انسے سیکھا صفاہانیون نے ۔ کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سی رشتہ جہالت کا توڑا ۔ کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

---

۵۱ اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑھے پانچ سو میل ہے ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور اسپین مین سمندر سے جا کر ملی ہے مطلب یہ کہ اسلام اسپین سے ہندوستان تک پھیل گیا ۱۲
۵۲ امی ان پڑھ کو کہتے ہین عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تھا اسواسطے وہان کی باشندونکو امی کہا گیا ہے ۱۲
۵۳ روحانی وہ لوگ جو اپنے مذہب کی بنا صرف روحانی تعلیم پر منحصر کرتے ہین جیسے عیسائی ۱۲
۵۴ لبیک ایک کلمہ ہے جسکو حاجی لوگ مقام عرفات مین بار بار کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ مین حاضر ہون ۱۲

ارسطوؔ کے مُردہ فنون کو جلایا | فلاطونؔ کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا | مزہ علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا برطرف پردۂ چشمِ جہان سے | جگایا زمانے کو خوابِ گران سے
ہر اک میکدےؔ سے بھرا جاکے ساغر | ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہوکر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر | گرہ مین لیا باندھ حکمِ پیمبرؔ
کہ حکمت کو اک گمشدہ لال سمجھو | جہان پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو
ہر اک علم کے فن کے جویا ہوے وہ | ہر اک کام مین سب سے بالا ہوے وہ
فلاحت مین بےمثل و یکتا ہوے وہ | سیاحت مین مشہورِ دُنیا ہوے وہ
ہر اک ملک مین اُنکی پھیلی عمارت | ہر اک قوم نے اُنسے سیکھی تجارت
کیا جاکے آباد ہر مُلکِ ویران | مہیا کیے سب کی راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان | اُنھین کر دیا رشکِ صحنِ گلستان
بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے | یہ سب پود اُن ہی کی لگائی ہوئی ہے

---

۱ ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے ہے۔ سکندر اعظم کا اُستاد اور افلاطون کا شاگرد تھا۔ حضرت عیسیٰ سے تین سو بائیس برس پہلے ترسیٹھ برس کی عمر مین مرا ۱۲

۲ فلاطون (فلاطون) ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد نہایت مشہور حکیم ہے۔ اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسیٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا ۱۲

۳ یعنی وہ ہر موقع سے علم و حکمت حاصل کرتے تھے ۱۲

۴ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا۔ حکمت مومن کی گمشدہ شے ہے پس جہان کہین وہ پاوے اُسکو تو وہی مستحق ہے اُسکا ۱۲

سیر و سیاحت

یہ ہموار سڑکین ف۱ یہ راہین مصفّا — دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جا بجا میل ف۲ و فرسنگ ف۳ کے برپا — سر رہ کنوین اور سرائین مہیا
اُنہی کے ہین سب یہ چربے ف۴ اُتاری — اُسی قافلے کے نشان ہین یہ ساری
سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا — ہر اک بر اعظم ف۵ مین اُنکا گذر تھا
کھنڈ کا لا ہوا اُنکا سب بحر و بر تھا — جو لنکا مین ڈیرا تو بربر ف۶ مین گھر تھا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو — گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

ف۱ شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے راستے مین پھیلی ہوئی تھی اُس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلے سے ایک پختہ سرا بنوائی لب سڑک جا بجا کنوین اور مسجدین بنوائین ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیے ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکھے تاکہ سب کو آرام ملے سڑک کو دونون طرف درخت لگوائی کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے راستے کا اندازہ ہو ۱۲

ف۲ چار ہزار قدم کی مسافت یا چار ہزار گز کی اور گز چھ مُٹھی یا چوبیس اُنگل کا ۱۲

ف۳ تین میل کی مقدار ۱۲

ف۴ کسی لکھے ہوئے کاغذ پر دوسرا باریک کاغذ رکھکر نیچے کا نقش اوپر اُٹھانے کو چربہ اُتارنا کہتے ہین اور مجازاً ہر اُس نقل کو جو اصل کے بالکل مطابق ہو ۱۲

ف۵ یعنی جتنے بر اعظم اُسوقت تک انسان کو معلوم تھے ایشیا یورپ افریقہ سب مین عرب کا گذر تھا ۱۲

ف۶ افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اُسکے شمالی ملک کو بربر کہتے ہین مطلب یہ کہ جنکا ڈیرہ یعنی خیمہ جو سفر کی علامت ہے لنکا مین تھا اُنکا گھر بربر مین تھا یعنے اتنی دور جاکر بود و باش اختیار کرتے تھے چنانچہ لنکا مین ابتک عربی نسلین موجود ہین ۱۲

جہان کو ہے یاد انکی رفتار اب تک | کہ نقشِ قدم ہین نمودار اب تک
ملایا[1] مین ہین انکے آثار اب تک | انھین رو رہا ہے ملیبار[2] اب تک

ہمالہ[3] کو ہین واقعات انکے ازبر | نشان انکی باقی ہین جبر الطر[4] پر

نہین اس[5] طبق پر کوئی بر اعظم | نہون جسمین انکی عمارات محکم
عرب ہند مصر اندلس شام دیلم[6] | بناؤن سے ہے انکی معمور عالم
سرِ کوہ[7] آدم سے تا کوہ بیضا[8] | جہان جاؤ گے کھوج پاؤ گے انکا

وہ سنگین محل اور وہ انکی صفائی | جمی جنکے کھنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی | وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی
زمانے نے گو انکی برکت اٹھالی | نہین کوئی ویرانہ پر انسے خالی

---

[1] ملایا مجمع الجزائر یعنے مشرقی ہند مین ایک جزیرہ نما ہے ۱۲

[2] ملیبار ہندوستان کے جنوب کی طرف اور بحر ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے ۱۲

[3] ہمالہ کوہ ہمالیہ کا نام ہے جو ساری ہندوستان کی شمالی حد یعنی دیوار ہے ۱۲

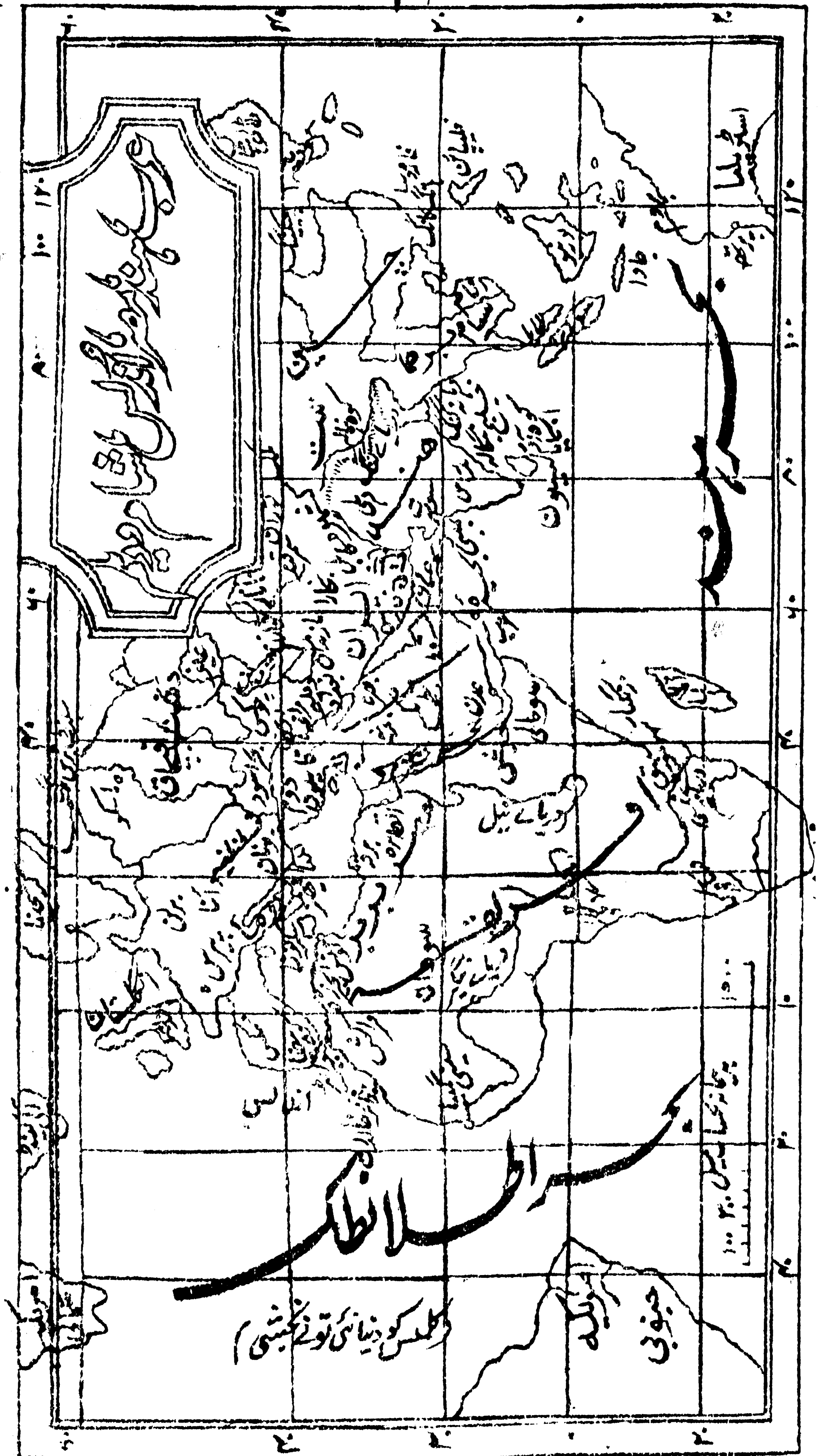
[4] جبر الطر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح بھی کہتے ہین۔ ابو عبد الرحمن بن موسیٰ نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہونچا تھا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لیے اسکے یہ دونون نام رکھے گئے ۱۲

[5] اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین ۱۲

[6] دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کیسپین کے جنوب مین واقع ہے پہلے یہ دونون ملک ایران کی حدود مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین ۱۲

[7] لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم یا کوہ آدم ہے ۱۲

[8] کوہ بیضا اندلس مین ہے جسکو اہل یورپ واندلس سئرا لابیدا کہتے ہین چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی تھی اسلیے عرب اسکو قلعہ بیضا کہتے تھے اور اسکا قدیم نام سئرا ہے ۱۲


دریائے نیل
بحر اٹلانٹک
(کلمبس کو دنیائی تو نے بخشی)

ہوا اندلس[1] اُنسے گلزار یکسر — جہان اُنکے آثار باقی ہین اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر — یہ ہے بیت حمرا[2] کی گویا زبان پر
کہ تھے آلِ عدنان[3] سے میرے بانی — عرب کی ہو تمین اس زمین پر نشانی
ہویدا ہے غرناطہ[4] سے شوکت اُنکی — عیان ہے بلنسیہ[5] سے قدرت اُنکی
بطلیوس[6] کو یاد ہے عظمت اُنکی — ٹپکتی ہے قادس[7] مین اب حسرت اُنکی
نصیب اُنکا اشبیلیہ[8] مین ہے سوتا — شب و روز ہے قرطبہ[9] اُنکو روتا

۱ یہ نام اسپین کا مسلمانون نے رکھا تھا یہان سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی ۱۲

۲ حمرا نام ہے ایک عمارت کا شہر گرینڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی ابتک بڑی یادگار ہے جو اُن خلفاے بنی اُمیہ سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین طیار ہوئی تھی اور اٹھارھوین خلیفہ کے عہد مین مسلمانونکے ہاتھ سے نکل گئی ۱۲

۳ بنی اُمیہ جو کئی صدیون تک اندلس مین فرمانروا رہے اُنکے جد اعلیٰ کا نام عدنان تھا لیس بنی امیہ اور ان کے عم یعنی بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لیے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے ۱۲

۴ غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے - اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۱۲

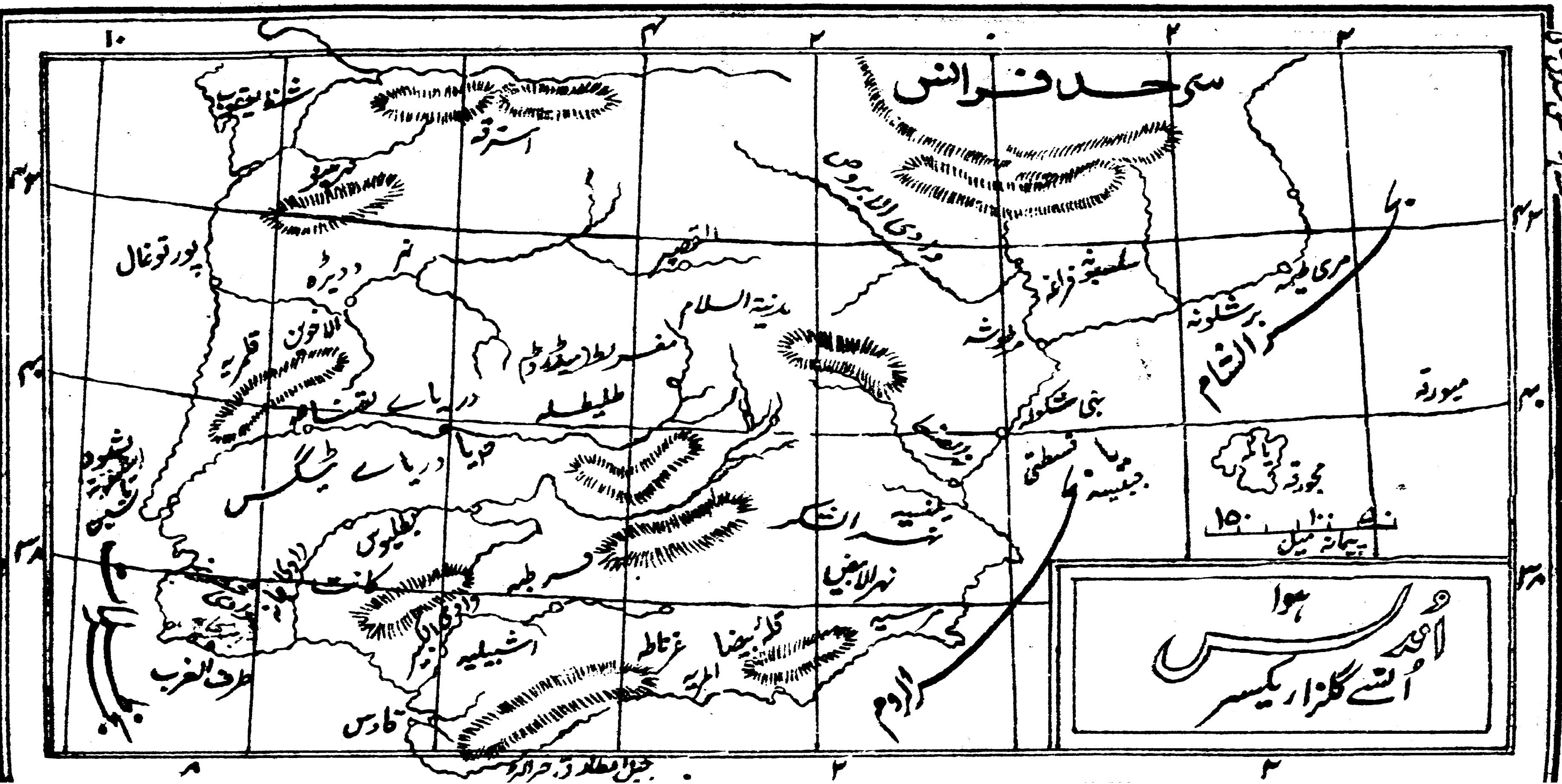
۵ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصے مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۱۲

۶ بطلیوس (بڈیجوز) قرطبہ کے شمال مغرب مین چھ دن کے فاصلے پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تھین - ابن قلاس نے اس کی یاد مین بہت حسرتناک شعر لکھے ہین ۱۲

۷ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ ۱۲ میل لنبا خلیج زقاق (بی آف کیڈس) کے متصل واقع ہے ۱۲

۸ اشبیلیہ (سیویل) اندلس کی دار الخلافتون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلے پر واقع ہے ۱۲

۹ قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتھر کی ہے جسمین ۱۶۰۰ سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی مدرسے خلفاے بنی امیہ کے عہد مین تھے ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہرا رکھا تھا اور جسکا ذکر سید یحییٰ قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۱۲


اندلس
هوا
اندلس گلزار یکسر
سرحد فرانس
بحر الشام
بحر الروم
بحر ظلمات
مرسیه
مرسیه
برشلونه
میورقه
مجورقه
یابسه
پیمانه میل
۱۵۰
۱۰۰
بنی شکولو
بلنسیه
جنینه
مرسیه
نهر الابیض
نهر
غرناطه
المریه
اشبیلیه
قادس
قرطبه
بطلیوس
طلیطله
مدینة السلام
وادی الابروص
سرقسطه
پورتوغال
استرقه
قلمریه
طرف الغرب
دریای ٹیگس
دریای

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے | مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیرون کے گھر جا کے دیکھے | وہ اُجڑا ہوا کرّ و فر جا کے دیکھے
جلال انکا کھنڈرون مین ہے یون چمکتا | کہ ہو خاک مین جیسے کُندن دمکتا

(حالِ قرطبہ و بغداد)

وہ بلدہ[۱] کہ فخرِ بلادِ جہان تھا | تر و خشک پر جس کا سکّہ[۲] روان تھا
گڑا جسمین عباسیون کا نشان تھا | عراقِ عرب[۳] جس سے رشکِ جنان تھا
اُڑا لیگئی بادِ پندار[۴] جسکو | بہا لیگئی سیلِ تاتار جسکو

(حالِ بغداد)

سُنے گوشِ عبرت سے گر جا کے انسان | تو وان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تھا جن دنون مہرِ اسلام تابان | ہُوا یان کی تھی زندگی بخشِ دوران
پڑی خاک اس شہر[۵] مین جابجا ہین | ہوا زندہ جن سے نامِ یونان[۶] ہمین ہین

---

[۱] اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا ۱۲

[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ کی اولاد جنکی خلافت بغداد مین مدت دراز تک رہی ۱۲

[۳] یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونون کنارون پر آباد ہے غربی کنارے کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رصافہ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین زمین جزیرہ (ما بین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ ایلہ۔ نہروان۔ واسط بصرہ وغیرہ ہین ۱۲

[۴] یعنی جسکو بادہ غرور نے برباد کردیا معتصم باللہ جسپر خلافت بغداد کا خاتمہ ہوا اُسکے غرور کا یہ حال تھا کہ قصر خلافت کے آستانہ پر ایک پتھر بمنزلہ حجر الاسود کے پڑا ہوا تھا جسکو اُمرا و اعیان سلطنت اندر جاتے وقت بوسہ دیتے تھے اس غفلت و پندار کا انجام یہ ہوا کہ تاتاریون نے خلافت کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا دوسرے مصرع مین سیل تاتار اسی سے مراد ہے ۱۲

[۵] یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الخلافہ ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور محقق اسی شہر کے تھے اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے ہین ۱۲

[۶] خلفاے عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی۔ فارسی۔ سنسکرت سریانی وغیرہ کے بیشمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے ابوجعفر منصور نے ایلچی بھیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے تحریر اقلیدس مجسطی اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا رشید نے اکثر علوم کی بڑی بڑی کتابین لکھوائین مامون نے جزیرہ قبرس (سیپرس) سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہونچائین اور یورپ مین جہان کہین کتابونکا پتہ لگا وہان سے طلب کین ۱۲

وہ لقمان[1] و سقراط[2] کے دُرِّ مکنون — وہ اسرارِ بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولن[3] کے قانون — پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ مین مدفون
یہین آ کے مُہرِ سکوت اُنکی ٹوٹی — اسی باغِ رعنا (زیبا ۱۲) سے بو اُنکی پھوٹی
یہ تھا علم پر وان توجہ کا عالم — کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس اُنکی ہوتی نہ تھی کم — بجھاتا تھا آگ اُنکی باران نہ شبنم
حریمِ خلافت مین اونٹون پہ لدکر — چلے آتے تھے مصر و یونان[4] کے دفتر
وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن (جھلملاہٹ ۱۲) — پہ تھا اُنکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزین — کتب خانۂ[5] پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ (شور ۱۲) جنکا تھا کشورون (ملک ۱۲) مین — وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

---

[1] لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوئی ہین۔ یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنھون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمانبردار بنایا، آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مار ا گیا۔ ۱۲

[2] سقراط اتیھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ تھا اسکے وعظ اور نصیحت کی ساری یونان مین دھوم تھی۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کیے حضرت عیسیٰؑ سے چارسو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اُسی مین وفات پائی ۱۲

[3] سولن بھی اتیھنز کا رہنے والا تھا یہ اُن لائی کرگس یونان کے مشہور مقنّن ہین ۱۲

[4] یہ اشارہ اُن ہی کتابون کی طرف ہے جنکا ذکر لفظ یونان کے حاشیے مین بیان ہو چکا ہے ۱۲

[5] یورپ کے کتب خانون مین مسلمانون کی لکھی ہوئی مختلف علوم مین ایسی ایسی کتابین موجود ہین جنکی قدر پورے طور سے یورپ ہی کرتا ہے بیس برس پہلے تو مسلمان اُنکے نامون سے بھی بہت کم واقف ہونگے مگر خوشی کا مقام ہے کہ اب اُنہین کی اکثر کتابین شہر لیڈن بیروت۔ قسطنطنیہ مصر وغیرہ سے چھپ کر شائع ہونے لگی ہین اور بعض بعض ہندوستان مین بھی آجاتی ہین ۱۲

وہ سنجار[1] کا اور کوفے کا میدان | فراہم ہوے جس مین مساح دوران (پیمایش کنندگان ۱۲)
کرہ کی مساحت (پیمایش) کے پھیلائی سامان | ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آج تک نوحہ گر ہے | کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے
سمرقند[2] سے اندلس تک سراسر | ان ہی کی رصد[3] گاہین تھین جلوہ گستر
سواد مراغہ[4] مین اور قاسیون[5] پر | زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جنکی رصد یہ باقی نشان ہین | وہ اسلامیون کے منجم (ستارہ شناس ۱۲) کہان ہین

---

[1] زمین جزیرہ (مابین دجلہ وفرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے یہان ایک بہت بڑا لق و دق میدان ہے جسکو عرب بریہ کہتے ہین ایک بار اسس میدان مین اور دوسری بار کوفے کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوے اور کرۂ ارض کا ایک درجہ دائرۂ عظیمہ کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ہزار میل مشخص کیا موسیٰ ابن شاکر کے چارون بیٹے - ابوجعفر - محمد - احمد حسین جنکی کتاب حیل بن موسیٰ مشہور ہے اسی کام پر بھیجے گئے تھے ۱۲

[2] سمرقند اور اندلس کی رصدگاہون کے کھنڈر ابتک موجود ہین ۱۲

[3] رصدگاہ یعنی رصد کا مقام رصد ایک عمارت کا نام ہے جسکو پہاڑ یا کسی بلند جگہ پر بناتے ہین اور اس مین بیٹھکر ستارہ شناسی اوضاع وحالات کواکب دیکھتے اور معلوم کرتے ہین ۱۲

[4] مراغہ آذربایجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان (ہولاگو خان) نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی ۱۲

[5] قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تھا مامون رشید نے ۲۱۵ھ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تھین ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چھوڑ دی گئین پھر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی ۱۲

مورخ[۵۱] ہیں جو آج تحقیق والے | تفحص کے ہیں جنکے آئین نرالے
جنھوں نے ہے عالم کے دفتر کھنگالے | زمیں کے طبق (جستجو ۱۲) سر بسر چھان (قانون ۱۲) ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جا کر ابھارے | عرب ہی سے وہ بھی (تہ ۱۲) ہیں سیکھے ترارے[۵۲]

اندھیرا تواریخ[۵۳] پر چھا رہا تھا | ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا | شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سر رہ (حدیث پر کھنا ۱۲) پہ چراغ اک عرب نے جلایا | ہر اک قافلے (سچی خبر دینا ۱۲) کا نشاں جس سے پایا

گروہ[۵۴] ایک جویا تھا علم نبی کا | لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا | کیا قافیہ تنگ ہر مدعی (جھوٹ گھڑنے والا ۱۲) کا
کیے جرح[۵۵] و تعدیل کے وضع قانوں | نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں (جھوٹا دعویٰ کرنے والا ۱۲)

---

۵۱ یعنی اہل یورپ جو آج علم تاریخ میں تمام عالم پر فائق ہیں اور جنھوں نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قوموں کی قدیمی مذہبی کتابوں سے زمانۂ قدیم کے حالات استخراج کیے ہیں اس فن میں انکے اقرار کے موافق انکے استاد عرب ہی تھے۔ افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابیں مسلمانوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ انگلستان جرمن فرانس اور روم کے کتب خانوں میں دفتر کے دفتر موجود ہیں۔ ابو راشد۔ حاجی خلیفہ ابن بطوطہ۔ ابن العاشور مقریطی مسعودی۔ طبری۔ حمزہ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمیں سے ایک کتاب بھی ہمنے کبھی نہیں دیکھی مگر سب بے بہا نسخے یورپ کے کتب خانوں میں جابجا موجود ہیں۔

۵۲ ترارے بھرنا گھوڑے کا ہرن وغیرہ کا چوکڑیاں بھرنا یعنی دوڑنے میں جست کرنا مجازاً کنایہ ترقی سے ۱۲

۵۳ یعنی علم تاریخ جسے انگریزی میں ہسٹری کہتے ہیں ۱۲

۵۴ اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہیں۔

۵۵ علمائے محدثین کی اصطلاح میں راوی کی عیب ظاہر کرنے کو جرح اور اسپر سے اعتراض رفع کرنے کو تعدیل کہتے ہیں ۱۲

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو
اسی شوق مین طے کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دین جس بشر کو
لیا اُس سے جا کر خبر[1] اور اثر کو
پھر آپ اُسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر
دیا اور کو خود مزہ اُسکا چکھکر
کیا فاش راوی مین جو عیب پایا
مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قبح نکلا جتایا
ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسم[2] ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ مُلا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا
رجال[3] اور اسانید کے جو ہین دفتر
گواہ اُنکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تھا اُنکا احسان یہ اِک اہلِ دین پر
وہ تھے اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی[4] مین جو آج فائق ہین سب سے
بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

[1] خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین ۱۲

[2] یعنی محدثین اسلام نے راویون کے حالات کی تنقیح نہایت آزادی اور انصاف سے کی ہر مقدس یعنے بزرگ لوگ جنکے بشری عیوب تقوی اور ورع کے پردے مین چھپے ہوئے تھے اُنکو خوب ظاہر کر دیا تاکہ طالبانِ علم حدیث دھوکا نہ کھاوین اور اُنکی روایتون کو خوب جانچ لین ۱۲

[3] رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہے اور اسانید حدیث کی وہ وہ کتابین ہین جنمین ہر ایک حدیث مع اُسکے کل راویون کے نام بنام لکھی گئی ہو جیسے بخاری و مسلم وغیرہ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے "علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالاتِ زندگی لکھے ہون ہمکو تاریخ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ اُنکی کتابون سے مل سکتا ہے" ۱۲

[4] برٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۱۲

فصاحت و بلاغت

فصاحت کی دفتر تھے سب گاؤ خوردہ / بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
اُدھر روم کی شمع انشا تھی مُردہ / اِدھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آ کے چمکی عرب کی / کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی / سُنی برمحل اُنکی شیوہ بیانی
وہ اشعار کی دل مین ریشہ دوانی / وہ خطبون کی مانند دریا روانی
وہ جادو کی جملے وہ فقرے فسون کے / تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح وذم کا / نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی وغم کا
نہ انداز تلقین وعظ وحِکَم کا / خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا
نو سنجیان اُنسے سیکھی ہین سب نے / زبان کھولدی سب کی نطقِ عرب نے

زمانے مین پھیلی طب انکی بدولت / ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم وملت
نہ صرف ایک مشرق مین تھی اُنکی شہرت / مُسلّم (مانی گئی ۱۲) تھی مغرب تک اُنکی حذاقت (عقلمندی ۱۲)
سِلرنو مین جو ایک نامی مطب تھا / وہ مغرب مین عطّار شکِ عرب تھا

۵۱ فصاحت وبلاغت عربکا ذاتی جوہر تھا۔ معرکۂ جنگ مین اُنکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑھتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے۔ ان ہی کی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیر وسنان کا کام دیتی تھین۔ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ "عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تھی" اور نیٹل ٹرانسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ "فن ادب اور خصوصًا قصص وحکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر نہین ہوا اہل یورپ کے ہان جواب اسپیچ کا دستور ہے، جو کہ عام جلسون، قومی مجمعون اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے وہ اندلس کے مسلمانون سے اُنکے ہان پہونچی ہے ۱۲

۵۲ سلرنو نیپلس صوبۂ اٹلی کا مشہور شہر ہے۔ وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جسمین طب کی علمی وعملی تعلیم ہوتی تھی اور تمام یورپ کے لوگ طب سیکھنے کو یہان آتے تھے (از رسالہ کوس موس مصنفہ ہمبولٹ جلد ۲)

ابوبکر رازی[۱]۔ علی ابن عیسیٰ[۲] ۔۔۔ حکیم گرامی حسین ابن سینا[۳]
حنین[۴] ابن اسحٰق قیس دانا ۔۔۔ ضیاء[۵] ابن بیطار راس الاطبا
ان ہی کا ہے مشرق میں سب نام لیوا ۔۔۔ ان ہی سے ہوا پار مغرب کا کھیوا
غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت ۔۔۔ طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت ۔۔۔ سیاحت تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج انکا جا کر جہاں تم ۔۔۔ نشاں انکے قدموں کے پاؤ گے واں تم

عرب کے علوم

ہوا اُنکو کہ پامال بستان عرب کا ۔۔۔ مگر اک[۶] جہاں ہے غزلخوان عرب کا
ہر اک گیا سب کو باران عرب کا ۔۔۔ سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی ۔۔۔ کنوڈی رہینگی ہمیشہ عرب کی

عرب کا فیضان

---

[۱] اسکی تصنیفات ۲۱۲ ضبط کی گئی ہیں جنمیں سے اکثر طب میں ہیں۔ اول رے میں اور پھر بغداد میں مدتوں علاج کرتا رہا اور آخر میں اندھا ہوگیا سنہ ۳۲۰ ہجری میں وفات پائی ۱۲

[۲] علی بن عیسیٰ کو جیمبرزان سائکلو پیڈیا میں نہایت نامی اطبائے اسلام میں شمار کیا ہے ۱۲

[۳] یعنی بو علی شیخ الرئیس اسکا قانون صدہا برس تک یورپ کے مدرسوں میں پڑھا گیا ہے اسکی تصنیفات مختلف علوم میں چالیس کے قریب شمار کی گئی ہیں جنمیں سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۵ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان عرب کی ۱۰ جلدیں نہایت ضخیم ہیں سنہ ۴۲۸ھ میں اٹھاون برس کی عمر میں ہمدان میں فوت ہوا ۱۲

[۴] حنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے چونکہ اسنے خلفاء عباسیہ کے یہاں نشو و نما پائی تھی اور متوکل کے عہد میں سررشتۂ ترجمہ کا افسر تھا اور اسکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلیے حکمائے اسلام میں شمار کیا گیا ہے ۱۲

[۵] ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات میں بے مثل و یکتا تھا نباتات کی تحقیقات میں دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان میں اکثر کتابوں کا ماخذ اسکی تصنیفات ہیں مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے سنہ ۶۴۶ ہجری میں دمشق میں وفات پائی ۱۲

[۶] یورپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن۔ ہنری لوئیس۔ ڈاکٹر ہیلی۔ سڈلیو۔ فرانسس الگزنڈر ہملیٹ وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا ۱۲

رہے جب تک ارکانِ اسلام برپا — چلن اہلِ دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہدِ صافی مصفّا — رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا
نہ تھا کوئی اسلام کا مردِ میدان — علَم ایک تھا شش جہت مین درفشان
پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا — گیا چھوٹ سررشتہ دینِ ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایا ہما کا — تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ ہمنے بگاڑا انہین کوئی ابتک — وہ بگڑا انہین آپ دنیا مین جبتک
بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب — وہ دُنیا مین بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے اب — بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر — گھٹا کھل گئی ساری عالم مین چھا کر
نہ ثروت رہی اُنکی قائم نہ عزّت — گئے چھوڑ ساتھ اُنکا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُنسے اِک اِک رخصت — مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی — اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی
ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا — کہ آتی ہو وان سے نظر ساری دنیا
چڑھے اُسپہ پھر اِک خردمند دانا — کہ قدرت کے میدان کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ — کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ
وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وان — بہت تازہ تر صورتِ باغِ رضوان
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خندان — بہت خشک اور بے طراوت مگر ہان
نہین لائی گو برگ و بار اُنکی پودے — نظر آتے ہین ہونہار اُنکی پودے

۵۷ جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی خدا [illegible]

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر — جہان خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر — ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جلکر
نہین پھول پھل جسمین آنیکے قابل — ہوئی روکھ جسکے جلانے کے قابل

جہان آگ کا کام کرتا ہے باران — جہان آکے دیتا ہے رو ابرِ نیسان
تر و دسے جو اور ہوتا ہے ویران — نہین راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے — کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

وہ دینِ حجازی کا بیباک بیڑا — نشان جسکا اقصای عالم مین پہونچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جسکا — نہ عمان مین ٹھٹکا نہ قلزم مین جھجکا
کیے پے سپر جسنے ساتون سمندر — وہ ڈوبا دہانے مین گنگا کے آکر

اگر کان دھر کے سنین اہلِ عبرت — تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین مین وکھ بن پھول پھل ریت پربت — یہ فریاد سب کر رہے ہین بہ حسرت
کہ کل فخر تھا جنسے اہلِ جہان کو — لگا انسے عیب آج ہندوستان کو

حکومت نے تم سے کیا گر کنارا — تو اسمین نہ تھا کچھ تمھارا اجارا
زمانے کی گردش سے ہے کسکو چارا — کبھی یان سکندر کبھی یان ہے دارا
نہین بادشاہی کچھ آخر خدائی — جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

۵۱ خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے ۱۲ ۵۲ بحر قلزم جسکو بحر احمر بھی کہتے ہین سمندر عرب اور افریقہ کے درمیان ہے
۵۳ اس لفظ سے ازروی محاورہ اکثر کل سمندر مراد ہین اسکا ماخذ ظاہرا سَبعۃ اَبحُر کا لفظ ہے جو قرآن مجید مین آیا ہے اور وہان اُس سے وہ ساتون سمندر مراد ہین جو ملک عرب کے ارد گرد دریا نزدیک واقع ہین جیسے بحیرۂ شام۔ بحر قلزم۔ بحر عرب۔ بحر ہند بحر عمان۔ بحر فارس۔ بحر اسود ۱۲ ۵۴ دریا جس جگہ سے نکلتا ہے اُسے منبع اور جہان گرتا ہے اُسے دہانہ کہتے ہین ۱۲
۵۵ سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت ہندوستان کی شمالی اور جنوبی حد ہے اور یہ سب ہین کسی وقت مسلمانون کی زیر حکومت تھی ۱۲

تنزلِ اہلِ اسلام

ہوئی مقتضی جب کہ حکمت خدا کی — کہ تعلیم جاری ہو خیر الوریٰ کی
پڑی دھوم عالم مین دینِ ہُدا کی — تو عالم کی تم سکو حکومت عطا کی (بہترین عالم صلعم ۱۲)
کہ پھیلاؤ دنیا مین حکمِ شریعت — کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت (دلیل ۱۲)
ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت — رہی اب نہ اسلام کو اسکی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدم کی اُمت — ہوئی آدمیت بھی ساتھ اسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ اک جھول[۱] تم پر — کہ اُڑتے ہی اُسکے نکل آئے جوہر

محکوم قومین

زمانے مین ہین ایسی قومین[۲] بہت سی — نہین جنمین تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہ ہو گی — کہ گھر گھر یہ یان چھا گئی آکے پستی
چکور[۳] اور شہباز سب وج پر ہین — مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

مسلمانان ہندوستان

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تھا — ہر اک کھونٹ مین جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ (قوم ۱۲) جو آفاق مین محترم تھا — وہ اُمت لقب جسکا خیر الامم[۴] تھا
نشان اُسکا باقی ہے صرف اسقدر یان — کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین — ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین — طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی — اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

---

۱ جھول بالائی پوشش یا ملمع کو کہتے ہین جسکے اُڑ جانے سے کسی شی کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے بعینہ حکومت کے جاتے رہنے سے تمھارے جوہر یعنی عیوب ظاہر ہو گئی عیبون کو بطریق استہزا جوہر بولتے ہین جیسے بعض اوقات حماقت کو عقلمندی کہتے ہین ۱۲

۲ جیسے پارسی یہودی۔ ہندو وغیرہ ۱۲

۳ چکور سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین ۱۲

۴ خیر الامم سب اُمتون سے بہتر اُمت جیسے آیۂ کُنتُم خیرَ اُمّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاس یعنی ہو تم بہترین اُمت چھانٹ لیگئی لوگون مین سے ۱۲

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے
کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگونکی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت (غرور ۱۲)
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا (آشتی میل جول ۱۲)

نہ اہل حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایان اعزاز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہونچی ہے نکبت ہماری (ذلت ۱۲)
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہین کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین یہ مرد سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حد بشر ہین (حد بشر یعنی انسان کی انتہا ۱۲)
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی انکی دنیا وہی انکا عالم

بہشت اور ارم[۵۱] سلسبیل (نام چشمہ بہشت) اور کوثر (نہر بہشت ۱۲)
پہاڑ اور جنگل جزیرے (ٹاپو ۱۲) سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر
کتابون مین پڑھتے رہے ہین برابر
یہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین پر
کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

۵۱ ارم نام [illegible] شداد نے زمین یمن مین صنعا اور حضرموت کے مابین ایک باغ بنوایا تھا جسکا عرض و طول [illegible] اسی کا نام ارم ہے اور اکثر [illegible] بہشت [illegible] ۱۲

جزیرہ وہ قطعہ زمین جسکے چارون طرف پانی ہو ۱۲

تضییع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصلِ دولت — وہ شایستہ ملکون کا گنجِ سعادت
وہ آسودہ قومون کا راس البضاعت — وہ دولت کہ ہر وقت جس سے عبارت
سرمایہ پونجی ۱۲
نہین اُسکی وقعت نظر مین ہماری — یونہی مفت جاتی ہے برباد ساری
اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا — تو ہوگا کم و بیش بار اُسکا دینا
مگر ہان وہ سرمایۂ دین و دنیا — کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہین کرتی خسّت ہم اُڑانی مین اُسکے — بہت ہم سخی ہین لُٹانی مین اُسکے

اگر سانس دن رات کی سب گنین ہم — تو نکلینگے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمین کل کے لیے کچھ فراہم — یونہی گذری جاتی ہین دن رات پیہم
نہین کوئی گویا خبردار ہم مین — کہ سانس آخر ہے اب کوئی دم مین

اہل یورپ کا عدم تضییع اوقات

گڈریے کا وہ حکم بردار کُتّا — کہ بھیڑون کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ مین ہوتا ہے چیتے کا کھٹکا — تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہمسے بہتر — کہ غافل نہین فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومین جو سب راہین طے کر چکی ہین — ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہین
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہین — ہوئین تب ہین زندہ کہ جب مر چکی ہین
اُسی طرح راہِ طلب مین ہین پویا — بہت دور ابھی اُنکو جانا ہے گویا
دوڑنا ۱۲
کسی وقت جی بھر کے سوتے نہین وہ — کبھی سیر محنت سے ہوتے نہین وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہین وہ — کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہین وہ
پونجی ۱۲
نہ چلنے سے تھکتے نہ اُکتاتے ہین وہ — بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہین وہ

مگر ہم کہ ابتک جہان تھے وہین ہین
جمادات کی طرح بارِ زمین ہین
جہان مین ہین ایسے کہ گویا نہین ہین
زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشین ہین
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہان اور ہین جتنی قومین گرامی
خود اقبال ہے آج اُنکا سلامی
تجارت مین ممتاز دولت مین نامی
زمانے کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہین اولاد کی تربیت سے
نہ بیفکر ہین قوم کی تقویت سے

دُکان اُنکی ہے اور بازار اُنکا
بَنج اُنکا ہے اور بیوپار اُن کا
زمانے مین پھیلا ہے بیوپار اُنکا
ہے پیر و جوان برسرِ کار اُنکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اُن ہی پر
اُن ہی کی ہین آفس اُن ہی کے ہین دفتر
معزز ہین ہر ایک دربار مین وہ
گرامی ہین ہر ایک سرکار مین وہ
نہ رُسوا ہین عادات و اطوار مین وہ
نہ بدنام گفتار و کردار مین وہ
نہ پیشے سے حرفے سے انکار اُنکو
نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُنکو

طبیعت مین اک اک کی ہے خاکساری
بُرا سُنکے کرتے ہین وہ بُردباری
تواضع ہی سب کی رگ و پے مین ساری
دماغ اُنکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اُنکی حقارت کسی کی
نہ جلسون مین اُنکی مذمت کسی کی

جو گرتے ہین گرکر سنبھل جاتے ہین وہ
پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر اک سانچے مین جا کے ڈھلجاتے ہین وہ
جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضی جانتے ہین
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہین

بہت سے معنون کو تو ایسا ہی خیال ہے کہ ہم گویا بنی ہین

برداشت، ان، انکے یعنی خالی

سب کچھ تجارت و حرفت ہی مین ہے

اپنے وقت کی ضرورت کو جانتے ہین

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی
کہ یکسان ہیں یان سب بلندی و پستی
نہین اب تک اصلا خبر ہمکو یہ بھی
کہ ہے کون مُردار کُستا ترقی
جدھر کھولکر آنکھ ہم دیکھتے ہین
زمانے کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا
کہ ہے آشتی مین مری یان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا
مجھے اُنسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہین ناؤ چلتی
چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی
پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبلِ نغمہ خوان کی
کوئی دم مین رحلت ہے اب گُلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہین نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہیے اُم الجرائم
نہین رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بنائی ہے انسان کو جو بہائم
مُصلّی ہین دل جمع جس سے نہ صائم
وہ یون اہلِ اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گُر سکھاتی ہے ہمکو
کہین جھوٹ کی لَو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سُجھاتی ہے ہمکو
خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو
فسون جب یہ باقی نہین کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہان جتنی قومین ہمارے سوا ہین
ہزار اُنمین خوش ہین تو دو بینوا ہین
یہان لاکھ مین دو اگر اغنیا ہین
تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین
ذرہ کام غیرت کو فرمائین گر ہم
تو سمجھین کہ ہین مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی
نہین جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلون مین ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی
کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدردانونکا ہین کھوج پاتے
پہونچتے ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ داداکا ہین نام لیتے
کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدونپہ ہین وام لیتے
یونہی ہین وہ دیدیکے دم دام لیتے
بزرگون کو نازان ہین جس نام پر وہ
اُسے بیچتے پھرتے ہین دربدر وہ

یہ ہین ڈھنگ اُن تازہ آفت زدونکے
بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے
کہ ہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنھین لیس یہ دیس سب جانتے ہین
حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

اگر مٹ چکا جنکا نام ونشان ہے
پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانونمین قصونمین جنکا بیان ہے
بہت نسل پر تنگ اُنکی جہان ہے
نہین اُنکی قدر اور پرسش کہین اب
اُنھین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلمونکی سلگانے والے
بہت گھانس کی گٹھریان لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے
بہت فاقہ کر کر کے مرجانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر
تو نکلین گے نسل ملوک اُنمین اکثر

ان ہی کے بزرگ ایکدن حکمران تھے
ان ہی کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی ملجاء عاجز و ناتوان تھے
یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
ان ہی کے گھرو مین تھی ہما چترانی

زہرہ ومشتری ایک برج مین ہون یہ اقبالمندی کی بات سمجھی جاتی ہے مجازاً اہر اقبالمند اور بڑا ۔ ان بادشاہ کو کہتے ہین ۱۲

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے — کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے سُنیے افلاس مین مبتلا ہے — جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی اُنمین کمانے کی قابل — اگر ہین تو ہین مانگ کھانیکی قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یان — گدائی کی ہین صورتین نت نئی یان
نہین حصر کنگلون پہ گدیہ گری یان — کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یان
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا (چادر ۱۲) ہین — چھپے اُجلے کپڑون مین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی — بہت بنکے خود سیّد خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی — بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی
بہت آستانون کے خُدّام بنکر — پڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین — ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھین — فرنگی کے پیسے کو مُردار سمجھین
تن آسانیان چاہین اور آبرو بھی — وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بھی تو بے عزّتی کی — جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
نہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی — قسم کھائیے اُنکی خوش قسمتی کی
امیرونکے بنتے ہین جب یہ مصاحب — تو جاتے ہین ہوکر حمیّت سے تائب

کہین اُنکی صحبت مین گانا بجانا — کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پھبتیان کرکے انعام پانا — کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کھانا
یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے — مسلمان بھائی ہین بنتے ہین جیسے

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خمیر اُنکا اور اُنکی طینت جُدا ہے (سرشت ۱۲)
سزاوار ہے اُنکو جو ناسزا ہے — روا ہے اُنھین سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکونام اُنسے — بہت فخر کرتا ہے اسلام اُنسے

ہر اک بول پر اُنکے مجلس فدا ہے — ہر اک بات پر دان درست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اُنکے کوئی خطا ہے — نہ کردار اُنکا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اُنکو — بنایا ندیمون نے فرعون اُنکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دُنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہِ عقبیٰ (زاد راہ ۱۲، آخرت ۱۲)
سلیمان[1] نے کی جسکی حق سے تمنّا — بڑھا جس سے آفاق مین نام کسریٰ (۱۲ نوشیروان)
کیا جسنے حاتم کو مشہورِ دوران — کیا جسنے یوسف کو مسجودِ اخوان (برادران ۱۲)
ملا ہے یہ فخر اُسکو اِن کی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت (بدبختی ۱۲)
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہان کے لیے جو کہ آبِ بقا ہے — وہ اس قوم کے حق مین سمّ ہوا ہے (زہر ہلاہل ۱۲)

اِدھر مال و دولت نے یان منہ دکھایا — اُدھر ساتھ ساتھ اُسکے اِدبار آیا (نحوست ۱۲)
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا — عمل اِن سے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہین راست یان چار پیسے کسی کو — مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو
سمجھتے ہین سب عیب جن عادتون کو — بہائم سے نسبت ہے جن سیرتون کو
چھپاتی ہین اوباش جن خصلتون کو — نہین کرتے اجلاف جن حرکتون کو
وہ یان اہلِ دولت کو ہین شیرِ مادر — نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ پیمبر

[1] اِسکا اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُس دعا کی طرف جو قرآن مجید مین وارد ہے رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی مجھکو ایسی بادشاہت عطا کر جو میرے بعد کسی کو ۱۲ — ذی مقدور و سلطان

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی
جو کی حضرتِ عشق نے رہنمائی — تو کر دی بھرے گھر کی دم مین صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے — یون ہی مٹ گئے یان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچھ اُنکو کھٹکا
نہ فکر اُنکو اولاد کی تربیت کا — نہ کچھ ذلتِ قوم کی اُنکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اُنکا نہ دین پہ — خدا کو وہ کیا منہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر — تو ہوتے ہین مسخ[له] اُنمین پہلے تونگر
کمال اُنمین رہتے ہین باقی نہ جوہر — نہ عقل اُنکی ہادی نہ دین اُنکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا — نہ عقبیٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا — نہ مغلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گذرنا — تعیش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت مین بیہوش رہنا — دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اک جہان ہے — تو بےفکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہے
اگر باغِ اُمت مین فصلِ خزان ہے — تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے
بنی نوعِ انسان کا حق اُنپہ کیا ہے — وہ اِک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ — بسر کرتے ہین بےغمِ قوتِ نان وہ
پہنتے نہین جز سمور[له] و کتان وہ — مکان رکھتے ہین رشکِ خلدِ جنان وہ
نہین چلتے وہ بے سواری قدم بھر — نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

له ایک صورت سے دوسری بُری صورت بدل جانا ۱۲ له سمور نام ہے ایک جانور کے پوستین کا جسکا لباس اُمرا استعمال کرتے ہین اور کتان باریک کپڑا ہے قیمتی ۱۲

کمربستہ ہیں لوگ خدمت میں انکی — گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں انکی
نفاست بھری ہے طبیعت میں انکی — نزاکت سو داخل ہے عادت میں انکی
دواؤں میں مشک انکی اُٹھتا ہے ڈھیروں — وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہ ہو سکتے ہیں اُنکے ہم جنس کیونکر — نہیں جین جنکو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر — نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی — جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ[۱] کا — کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا[۲] کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جسکو رشتہ وِلا کا (محبت ۱۲)
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان — کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انسان

عمل جنکا تھا اس کلامِ متیں پر (استوار ۱۲) — وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوّق (برتری ۱۲) ہے انکو کہین (خرد ۱۲) و مہین (بزرگ ۱۲) پر — مدار آدمیّت کا ہے اب انھیں پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے — وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب[۳] نے جوڑے

سمجھتے ہیں گمراہ جنکو مسلمان — نہیں جنکو عقبیٰ میں اُمیدِ غفران
نہ حصے میں فردوس جنکے نہ رضوان — نہ تقدیر میں حور جنکی نہ غلمان
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا — [۴] حمیم آب و زقوم کھانا ہے جنکا

۱ کتاب ہدیٰ قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ ۱۲ ۲ یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور سب میں محبوب تر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اُسکی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی کرے ۱۲ ۳ اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو ہدایتیں ہمارے لیے آئی تھیں اُنکو ہمنے چھوڑ دیا مگر دوسروں نے اُن ہی کی بدولت ترقیات حاصل کیں ۱۲ ۴ اس بند میں مسلمانوں کو غیرت دلائی گئی ہے کہ جن قوموں کو وہ مذہب کی رو سے گمراہ اور اہل باطل سمجھتے ہیں اُنکے یہاں ہمدردی انسانی اور خیرخواہی قوم و ملک جو کہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے ایسی اور ایسی ہے ۱۲

وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہیں ۔ سب آپس میں اک اک کی حاجت روا ہیں
اولو العلم ہیں انمیں یا اغنیا ہیں ۔ طلبگار بہبود خلق خدا ہیں
یہ تمغا تھا گویا کہ حصہ انھیں کا ۔ کہ حب الوطن ہے نشان مومنین کا (صاحب علم ۱۲)

امیرونکی دولت غریبون کی ہمت ۔ ادیبون کی انشا حکیمون کی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرأت ۔ سپاہی کے ہتھیار شاہونکی طاقت
دلونکی امیدین امنگونکی خوشیان ۔ سب اہل وطن اور وطن پہ ہین قربان

عروج انکا جو تم عیان دیکھتے ہو ۔ جہان میں انھیں کامران دیکھتے ہو
مطیع انکا سارا جہان دیکھتے ہو ۔ انھیں برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہیں انکی جوانمردیونکے ۔ نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیونکے

غنی ہم میں ہیں جو کہ ارباب ہمت ۔ مسلم ہے عالم میں جنکی سخاوت (مانی گئی ۱۲)
اگر ہے مشائخ سے انکو عقیدت ۔ تو ہے پیرزادونپہ وقف انکی دولت
نکمے ہیں جو دن رات وان عیش کرتے ۔ یہ نوکر ہیں جتنے وہ بھوکے ہیں مرتے (بزرگان دین ۱۲)

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے ۔ تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے
نماز اور روزے کی عادت اگر ہے ۔ تو روز حساب انکو پھر کسکا ڈر ہے
اگر شہر میں کوئی مسجد بنادی ۔ تو فردوس میں نیو اپنی جمادی

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھائی ۔ نہ نکلے کہیں ملک میں جسکا ثانی
تماشون میں ثروت بڑونکی اڑائی ۔ نمایش میں دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ میں کردی لاکھونکی سامان ۔ یہ ہیں انکی ارمان یہ ہیں انکی خوشیان

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حب الوطن من الایمان یعنی وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے ۱۲

مگر دینِ برحق کا بوسیدہ ایوان ۔ تزلزل مین مدت سے ہے جسکے ارکان
زمانے مین ہے جو کوئی دن کا مہمان ۔ نہ پائینگے ڈھونڈے جسے پھر مسلمان
عزیزون نے اُس سے توجہ اُٹھائی ۔ عمارت کا ہے اُسکی اللہ والی

پڑی ہین سب اُجڑی ہوئی خانقاہین ۔ وہ درویش و سلطان کی اُمیدگاہین
کھلی تھین جہان علمِ باطن کی راہین ۔ فرشتون کی پڑتی تھین جنپر نگاہین
کہان ہین وہ جذبِ الٰہی کے بھیدی ۔ کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علمِ شریعت کے ماہر کدھر ہین ۔ وہ اخبارِ دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین ۔ محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان ۔ چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان

مدارس وہ تعلیمِ دین کے کہان ہین ۔ مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرعِ متین کے کہان ہین ۔ وہ وارث رسولِ امین کے کہان ہین
رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوا ۔ نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلا

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر ۔ کہان ہین وہ علمِ الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین بادِ صرصر ۔ بجھین مشعلین نورِ حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی ۔ صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہِ اُمت ۔ سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤن در گاؤن نوبت بنوبت ۔ پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیلِ دولت
یہ پھرتے ہین اسلام کے رہنما اب ۔ لقب انکا ہے وارثِ انبیا اب

سلہ علم الٰہی وہ علم ہے جسمین ... مجردات کی بحث کیجاتی ہے ... اسکو تھیولوجی کہتا ہے جسکو عربی مین اثولوجیا ...

مدعیان دروغی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر — نہین ذاتِ والا مین کچھ جنکی جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر — کہ تھے اُنکے اسلاف مقبولِ داور
کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے — مریدون کو ہین لوٹتے اور کھاتے[۱]

یہ ہین جادہ پیمائے راہِ طریقت — مقام انکا ہے ماورائے شریعت[۲]
اِن ہی پر ہے ختم آج کشف و کرامت — اِن ہی کے ہے قبضے مین بندونکی قسمت
یہی ہین مراد اور یہی ہین مرید اب — یہی ہین جنید[۳] اور یہی بایزید اب

علمائے زمان

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی — جگر جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی — مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ — یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُنسے جائے — تو گردن پہ بارِ گران لیکے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اسمین لائے — تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اُسکی نکلا زبان سے — تو آنا سلامت ہے دشوار وان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھلاتے — کبھی جھاگ[۴] پر جھاگ ہین منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اُسکو بناتے — کبھی مارنے کو عصا ہین اُٹھاتے
ستون[۵] چشم بد دور ہین آپ دین کے — نمونہ ہین خُلقِ[۶] رسولِ امین کے

---

۱ یعنی شریعت سے جدا جیسے کہ جاہل صوفی سمجھتے ہین کہ طریقت شریعت سے علیحدہ ہے ۱۲ ۲ صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبے کو پہونچا ہو ۱۲
۳ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمہما اللہ غالبًا تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفاء کاملین سے ہین ۱۲
۴ جھاگ یعنی کف یہان اُس کف سے مراد ہے جو غصے کے وقت انسان کے منہ سے نکلتا ہے ۱۲ ۵ قرآن مجید مین خدای تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک مین خلق عظیم فرمایا ہے یہان طنزًا بد اخلاق مولویون کو اُسکا مصداق ٹھہرایا ہے ۱۲

جو چاہے کہ خوش اُنسے ملکر ہو انسان | تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان[1]
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان | تشرّع مین اُسکے نہو کوئی نقصان
لبین[2] بڑھ رہی ہون نہ داڑھی چڑھی ہو | ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد مین حضرت[3] کا ہمداستان ہو | ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اُنکے بہت بدگمان ہو | مریدون کا اُنکے بڑا مدح خوان ہو
گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے | بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا | کہ شیدا تھے اُنپر یہود اور نصارا
گواہ اُنکی نرمی[4] کا قرآن ہے سارا | خود اللہ نے یسّروا نبی نے پکارا
مگر یان کیا ایسا دشوار اُنکو | کہ مومن سمجھنے لگے بار اُنکو
نہ کی اُنکی اخلاق مین رہنمائی | نہ باطن مین کی اُنکے پیدا صفائی
یہ احکام ظاہر کی نے یہ بڑھائی | کہ ہوتی نہین اُنسے دم بھر رہائی
وہ دین جو کہ چشمہ تھا خلقِ نکو کا | کیا اُسکو بالوعہ غسل[5] و وضو کا

۱ یعنی اگر اُنسے کوئی غیر مسلم ملنا چاہے تو وہ خوش اخلاقی سے نہ پیش آوینگے ۱۲ ۲ لبین مونچھون کے بال جو ہونٹھون پر سے کتر لیے جاتے ہین ۱۲ ۳ یعنی اُن ہی قبلہ و کعبہ کا ۱۲ ۴ قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ چاہتا ہے اللہ تمھارے ساتھ آسانی اور نہین چاہتا ہے تمھارے لیے تنگی اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا نہین تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر اور مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ نہین کی تمپر دین مین مشکل وغیرہ ۱۲ ۵ یعنی دین آسان ہے اسی طرح کی بیشمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لَا رَہْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ وَلَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ نہین ہے رہبانیت اسلام مین اور نہین ہے مصیبت اور نہ مصیبت پہونچانا اسلام مین اور اسی طرح اِذَا اَمَّ اَحَدُکُمْ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْہِمُ الصَّغِیْرَ وَالْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَالْمَرِیْضَ جب پیشوا بنایا جاوے کوئی تم مین پس چاہیے کہ تخفیف کا خیال رکھے اسواسطے کہ انمین صغیر و کبیر ضعیف و مریض سب طرح کے لوگ ہین عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ موسم حج مین ایکشخص نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے کنکریان پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچھ حرج

صد اہلِ تحقیق سے دل میں بل ہے — حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے — ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی — خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات باہم — کبھی ہوں نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم — اسے ہر روایت سے سمجھیں مقدم
سب اس میں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں — سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں — وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تقلید

[illegible]

[illegible]

ائمہ کی تقلید

ل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی میں اسلیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی خوبیوں کو کمال کے درجے تک پہونچا دوں اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسواں حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جسنے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب تھی ۱۲

تعصب

تعصب[۱] کہ ہے دشمن نوع انسان ۔ بھرے گھر کیے سیکڑوں جسنے ویران
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان ۔ کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان
گیا جوش میں بولہب جسکے کھو ۔ ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا[۲]

وہ یان اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے ۔ چھپا جسکے پردے میں اسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سربسر ہے ۔ وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہیں ہم ۔ جہنم کو خلد برین سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے ۔ کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمین کرنی بری ہے ۔ نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اسکی ہرگز کوئی بات سمجھو ۔ وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اسکا پاؤ ۔ تو تم سیدھے رستے سے کترا کے جاؤ
پڑیں اسمین جو دقتیں وہ اٹھاؤ ۔ لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمین کھاؤ
جو نکلے جہاز اسکا بچکر بھنور سے ۔ تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہوجائے صورت تمھاری ۔ بہائم میں ملجائے سیرت تمھاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمھاری ۔ سراسر بگڑ جائے حالت تمھاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی ۔ ہے اک جلوۂ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسیکو ۔ نہ اخلاق میں تمپہ سبقت کسیکو
نہ حاصل یہ کھانوں میں لذت کسیکو ۔ نہ پیدا یہ پوشش نہ زینت کسیکو
تمھیں فضل ہر علم میں برملا ہے ۔ تمھاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

[۱] تعصب اصل میں بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہیں مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتھ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بھی پائی جاتی ہے اسلیے تعصب کا اطلاق حیف و میل دونوں پر ہوتا ہے ۱۲

[۲] نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسیٰ کے عناد سے اور ابولہب و ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ انکی تباہی اور بربادی آج تک ضرب المثل ہے ۱۲

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم
رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم
تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہین مومنون کو مضرت
تمھاری گنہ اور نہ اورونکی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے
تو ذکر اُسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھول کر طرح اسمین نہ دیجے
قیامت کو دیکھوگے اسکے نتیجے
گناہون سے ہوتے ہو گویا مبرا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سنّی مین اور جعفری مین ہو الفت
نہ نعمانی و شافعی مین ہو ملّت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت
مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ مین جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہو استفادہ
رہ حق سے ہے برطرف اُسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہین برباد دونون
ہین مردود شاگرد و استاد دونون

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی
کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی
ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم
ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعصب نے اس صاف چشمے کو آکر
کیا بغض کے خار و خس سے مکدّر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر
نفاق اہل قبلہ مین پھیلا سراسر
نہین دستیاب ایسے اب دو مسلمان
کہ ہو ایک کو دیکھکر ایک شادان

فرض اسلام

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے
مصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب اک اک کے باہم مددگار ہوتے
عزیزوں کے غم میں دل افگار ہوتے
جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

ثمرۂ اتفاق

اگر بھولتے ہم نہ قولِ پیمبر
کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جبتک برادر کا یاور
معین اسکا خود ہے خداوندِ داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گھر جسمیں ہوں دل ملے سب کے باہم
خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار و ہمدم
اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم
اگر ایک غمگین تو دل سب کے پرغم
مبارک ہے اس قصرِ شاہنشہی سے
جہاں ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دیں کا
کہ ہے دین والوں کا برتاؤ کیسا
ہے بازار انکا کھرا یا کہ کھوٹا
ہے قول و قرار انکا جھوٹا کہ سچا
تو ایسے ملینگے بہت تھوڑے ہیں یاں
کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہاں

غیبت

مجالس میں غیبت[۱] کا زور اسقدر ہے
کہ آلودہ اس خون میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگذر ہے
نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشۂ مے ہو غیبت میں پنہاں
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلماں[۲]

ف۱ غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی پیٹھ پیچھے یعنی عدم موجودگی میں وہ بات کہنا جو اگر اسکے روبرو کہتے تو وہ خجل و شرمندہ ہوتا ہیں اگر وہ عیب درحقیقت اسمیں موجود ہو جو بیان کیا جاوے تو غیبت ہے اور اگر اسمیں وہ عیب نہیں ہے جو بیان کیا جاوے تو وہ غیبت نہیں بلکہ تہمت و بہتان ہے غیبت شرعاً و اخلاقاً بدترین عیوب انسانی ہے ۱۲ ف۲ یعنی اگر غیبت میں بھی شراب کا سا نشہ ہوتا تو تمام مسلمان بدمست و مدہوش پائے جاتے کیونکہ غیبت سے کوئی مسلمان بچا ہوا نہیں اگر ہے تو الا ماشاء اللہ ۱۲

حسد و کبر

جنھیں چار پیسے کا مقدور ہے یان — سمجھتے نہیں ہیں وہ انسان کو انسان
موافق نہیں جنسے ایام دوران — نہیں دیکھ سکتے کسیکو وہ شادان
نشے مین تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہے ایک بھائی — نہین ظاہرا اسمین کوئی برائی
بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہو اک دل مین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اسپر نگاہین غضب کی — کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھون مین سب کی

سوء ظنی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بنکر — ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گرد ہین جھکتی تھین جسکے در پہ — مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر مین کڑھتے ہین پر خوش ہین جی مین — کہ ہمدرد ہاتھ آیا اک مفلسی مین

خبث النفس

اگر اک جوان مرد ہمدرد انسان — کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اسپر لگا دے یہ بہتان — کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسی کی — یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

فتنہ انگیزی

نکالے گر انکی بھلائی کی صورت — تو ڈالین جہانتک بنے اسمین کھنڈت
سنین کامیابی مین جب اسکی شہرت — تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت
منھ اپنا ہو گو دین و دنیا مین کالا — نہو ایک بھائی کا پر بول بالا

کرا پاتے ہین دو دلون مین صفائی — تو ہین ڈالتے ان مین طرح جدائی
ٹھنی دو گروہون مین جسدم لڑائی — تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی — تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدنامی و رسوائی

تغلب میں بدنیتی میں دغا میں | نمود اور بناوٹ فریب و ریا میں
سعایت میں بہتان میں افترا میں | کسی بزم بیگانہ و آشنا میں
نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہم سے | بڑھے پھر نہ کیوں شان اسلام ہم سے

خوشامد

خوشامد میں ہمکو وہ قدرت ہے حاصل | کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل | کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل
کسیکو اتارا کسیکو چڑھایا | یونہی سیکڑوں کو اسامی بنایا

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا | قسم جھوٹے وعدہ پہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا | مذمت پہ آنا تو طوفان اٹھانا
یہ ہے روزمرہ کا یاں انکے عنوان | فصاحت میں مثل ہیں جو مسلمان

اسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن | ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے اَن بن | سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جسنے | ہمیں ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جسنے

وہ عہد ہمایوں جو خیر القرون[1] تھا | خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا | سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تھا
عدالت کے زیور سے تھے سب مزین | پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

۱؎ یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے (یعنی صحابہ کا) پھر اُن کا جو اس زمانے سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تابعین کا) پھر اُنکا جو اُنسے ملے ہوئے اور قریب ہیں (یعنی تبع تابعین کا)

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ تھی | کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قولِ حق سے خموشی | نہ لگتی تھی حق کی اُنھیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا | خلیفہ سے لڑتی تھی اِک اِک بڑھیا
نبی نے کہا تھا جنھیں فخرِ اُمت | جنھیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم میں جنکی عدالت | رہا مفتخر جنسے تختِ خلافت
وہ بھرتی تھی راتوں کو چھپ چھپ کے در پر | کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سُنکر

۵۱ ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمرؓ نے کہ اُسوقت خلیفہ تھے ایک بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ مین حقوق خلافت مین سُستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ؟ بشیر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسے ہو تو تمھارا کیا کہنا ۱۲

۵۲ ایک بار حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہو کر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ اِن اٰتَیتُم اِحدٰھُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأخُذُوا مِنہُ شَیئًا اگر دے چکے ہو تم اُنمین سے ایک کو بہت کچھ مال تو اُس دیے ہوے مال مین سے کچھ واپس نہ لو۔ اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہین سمجھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہان تک کہ بڑھیون کا بھی" اور پھر ممانعت نہ کی ۱۲

۵۳ حضرت عمرؓ کے عہد مین ایک بار کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اُترے رات کو آپ اور عبدالرحمن ابن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لیے وہان گئے۔ اُنکو رات بھر مین تین بار ایک بچے کے رونے کی آواز آئی عمر فاروقؓ ہر دفعہ اُس خیمہ پر جاتے تھے اور اُسکی مان کو ملامت کرتے تھے کہ تو کیسی بُری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے آخر اُس عورت نے کہا کہ اے خدا کے بندے تو نے مجھے ساری رات دق کیا مین اس سے دودھ پینے کی عادت چھڑاتی ہون اور وہ ضد کرتا ہے کہا کیون؟ کہا عمرؓ دودھ چھٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا یہ سُنکر آپ بہت روئے اور کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوے ہونگے اُسیوقت منادی کرائی کہ کوئی عورت اپنے بچے کا دودھ جلدی نہ چھڑائے اور تمام ملک مین حکم دیا کہ ہر مسلمان کے یہان بچہ ہوتے ہی اُسکا وظیفہ مقرر کیا جاوے ۱۲

فقدان علوم دینی

مگر ہم کہ ہین دام و دد سے بہتر | نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر
(چوپایہ ۱۲ — درندہ ۱۲ — ہمسر ۱۲ — باطن ۱۲)
نہ اقران و امثال مین ہم موقر | نہ اجداد و اسلاف کے ہم ہین جوہر
(باوقر ۱۲)
نصیحت سے ایسا برا مانتے ہین | کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر | کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر | ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یون ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی | وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب | علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب | فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتھ دم بھر | تعصب نہین بڑھنے دیتا قدم بھر

حکمت و فلسفہ

وہ تقویم پارینہ[۱] یونانیون کی | وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقین جسکو ٹھہرا چکا ہے نکمی | عمل نے جسے کر دیا آکے ردی
اسے وحی سے سمجھے ہین ہم زیادہ | کوئی بات اسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآن | بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان | نہین نسخ و تبدیل کا انمین امکان
نہین مٹتے جب تک کہ آثار دنیا | مٹے گا کبھی کوئی شوشہ[۲] نہ انکا •

---

۱ تقویم پارینہ پرانی جنتری جو سال گذرنے پر کسی کام کی نہین رہتی ۱۲

۲ شوشہ زیرہ حرف کا سرا۔ مگر یہان اس لفظ سے انجیل کی اس عبارت کی طرف تلمیح کی گئی ہے جسمین حضرت عیسیٰ فرماتے ہین جب تک آسمان و زمین نہ ٹلینگی توریت کا ایک لفظ یا ایک شوشہ نہ ٹلیگا یعنی حکماے یونان کی کتابون کو مسلمان بھی گویا ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا حضرت عیسیٰ نے توریت کی نسبت فرمایا ہے ۱۲

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے
وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالے ہین پردے
کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے
جمے ہین دلون مین ارسطو[۱] کی رائین
جو اب وحی اُترے تو ایمان لائین

اب اس فلسفہ پر جو ہین مرنے والے
شفا[۲] اور مجسطی[۳] کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنے والے
فلاطون کی اقتدا کرنے والے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہین ہین
پھرے عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہین کچھ طبیعت مین جودت
تو ہے اُنکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گردن کو وہ بات کہدین زبان سے
تو منوا کے چھوڑین اُسے اک جہان سے

سوا اسکے جو آئے اُسکو پڑھا دین
انھین جو کچھ آتا ہے اُسکو بتا دین
وہ سیکھے ہین جو بولیان سب سکھا دین
میان مٹھوا[۴] اپنا سا اُسکو بنا دین
یہ لے دیکے ہے علم کا اُنکے حاصل
اسی پر ہے فخر انکو ہین اتنا ماثل
(میان ۱۲ — ہمسران ۱۲)

[illegible]

[۱] ارسطو (ارسطا طالیس) نامی مشہور حکیم ہے افلاطون کا شاگرد اور سکندر کا اُستاد اور وزیر بھی اور معلم اول کے لقب سے ملقب تھا علم حکمت و فلسفہ و منطق وغیرہ مین کامل دستگاہ رکھتا تھا بلکہ موجد مانا جاتا ہے ۱۲

[۲] شفا بو علی سینا کی کتاب کا نام ہے جو تمام فنون حکمت کو جامع ہے اور جسکی اٹھارہ جلدین ہین ۱۲

[۳] مجسطی حکیم بطلیموس کی کتاب علم ریاضی مین ہے جسکو خواجہ نصیرالدین محقق طوسی نے عربی مین ترجمہ کیا ہے ۱۲

[۴] میان مٹھو طوطے کو کہتے ہین اور میان مٹھو بنانے سے ایسا پڑھانا مراد ہے جیسا طوطے کو پڑھاتے ہین کہ صرف الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر سمجھتا بالکل نہین ہے ۱۲

نہ سرکار مین کام پانے کے قابل — نہ دربار مین لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانے کے قابل — نہ بازار مین بوجھ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر — وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے — مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اسمین دنیا کا یا دین کا ہے — نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے — جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت کی لا سکتے ہین وہ — نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہین وہ — نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ
دلیلین ہین سب آج بیکار اُنکی — نہین چلتی توپون مین تلوار اُنکی

پڑے اُس مشقت مین ہین وہ سراپا — نتیجہ نہین اُنکو معلوم جسکا
گئین بھول آگے کی بھیڑین جو میٹا — اُسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہین جانتی یہ کہ جاتی کدھر ہین — گئے بھول رستہ دیا راہ پر ہین

مثال اُنکی کوشش کی ہے صاف ایسی — کہ کھائی کہین بندرون نے جو سردی
اِدھر اور اُدھر دیر تک آگ ڈھونڈی — نظر روشنی اُنکو آئی نہ اُسکی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا — تنکا اُسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اسے دم — کیا گھانس پھونس اُسپہ لاکر فراہم
لگے اسکو سلگانے سب ملکے باہم — نہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یون ہی رات ساری اُنھون نے گنوائی — مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اسطرف سے
ملامت بہت سخت تھے انکو کرتے
جب اس کشمکش مین اُنھین دیکھتے تھے
کہ شرمائین وہ زعمِ باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن
نہ جھاڑینگے گرد تو ہم سے دامن
اسی طرح جو ہین حقیقت کے دشمن
یہ جب ہوگا نورِ سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہوجائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اِک شرارا

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبّا
بتانے مین ہی بخل جسکے بہت سا
سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
جسے عیب کی طرح کرتے ہین اخفا
فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُنکو نباتات سے آگہی ہے
نہ تشریح کی لَو کسی پر کھلی ہے
نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ علمِ طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علمِ ہوا ہے
مریضون کا اُنکے نگہبان خدا ہی

نہ قانون مین اُنکے کوئی خطا ہی
نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہی
سدیدی مین لکھا ہی جو کچھ بجا ہے
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے
سلف لکھ گئی جو قیاس اور گمان سے
صحیفے ہین اُترے ہوئی آسمان سے

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت مین سنڈاس سی جو ہی بدتر
زمین جس سی ہے زلزلے مین برابر
ملک جس سی شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سی تاراج سارا
وہ علمون مین علمِ ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے
مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے
جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یان آج حصہ ہمارا
نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارا
ہر اک کذب و بہتان ہی جسمین گوارا
مجسم ہو اسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اس سے اور اک ہمالہ
ہمالہ سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانے مین جتنے قلی اور نفر ہین
کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گوئیے امیرون کے نور نظر ہین
ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقے نہون جی سے جائین گذر سب
ہو میلا جہان کم ہون دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب
جو ٹھہر جائین مہتر تو گندے ہون گھر سب
پہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے
کہین ملکے خس کم جہان پاک سارے

عرب جو تھے دنیا مین اس فن کے بانی
نہ تھا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانے نے جنکی فصاحت تھی مانی
مٹا دی عزیزون نے انکی نشانی
سب انکے ہنر اور کمالات کھو کر
رہی شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب مین بڑی جان انکی زبان سے
جلا دین نے پائی انکے بیان سے
سنان کا لیے کام انھون نے لسان سے
زبانون کی کونچے تھے بڑھکر سنان سے
ہوئی انکے شعرون سے اخلاق صیقل
پڑی انکے خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف انکے یان جو کہ جادو بیان ہین — فصاحت مین مقبول پیر و جوان ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین — وہ کچھ ہین تو لے دیکے اس گون یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین — تو بھانڈ انکی غزلین مجالس مین گائین
طوائف کو ازبر ہین دیوان انکے — گو تونپہ بے حد ہین احسان انکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان انکے — ثنا خوان ہین ابلیس و شیطان انکے
کہ عقلونپہ پردے دیے ڈال انھون نے — ہمین کر دیا فارغ البال انھون نے

شریفون کی اولاد بے تربیت ہے — تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے
کسیکو کبوتر اڑانے کی لت ہے — کسیکو بٹیرین لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی — مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم انفاس سے انکی صحبت — ہر اک رند و اوباش سے انکی ملت
پڑھے لکھون کے سایہ سے انکو وحشت — مدارس کی تعلیم سے انکو نفرت
کمینونکی جبگہ مین عمرین گنوائی — انھین گالیان دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس مین ہین انکو پاتے — نہ شائستہ جلسونمین ہین آتے جاتے
یہ میلونکی رونق ہین جا کر بڑھاتے — پڑے پھرتے ہین دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہین بھاگے — مگر ناچ گانے مین ہین سب سے آگے

اگر کیجیے ان پاک شہدون کی گنتی — ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جن سے عزت بڑونکی — مٹی خاندانونکی جن سے بزرگی
تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے — وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

[illegible]

ہوئی اُنکی بچپن مین یون پاسبانی — کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی[1] — چڑھی بھوت کی طرح سر پہ جوانی
بس اب گھر مین دشوار تھمنا ہے اُنکا — اکھاڑونمین تکیونمین رہنا ہے اُنکا
نشہ مین مےِ عشق کے چور ہین وہ — صفِ فوجِ مژگان مین محصور ہین وہ
غمِ چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ — بہت ہاتھ سے دل کے مجبور ہین وہ
کرین کیا کہ ہے عشق طینت مین اُنکی — حرارت بھری ہے طبیعت مین اُنکی

اگر شش[2] جہت مین کوئی دلربا ہے — تو دل اُنکا نادیدہ اُسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے — تو یاد اُسکی دن رات نامِ خدا ہے
بھری سب کی وحشت سے روداد ہے یان — جسے دیکھیے قیس و فرہاد ہے یان
اگر مان ہے دکھیا تو اُنکی بلا سے — اپاہج ہے باوا تو اُنکی بلا سے
جو ہے گھر مین فاقہ تو اُنکی بلا سے — جو مرتا ہے کنبہ تو اُنکی بلا سے
جنھون نے لگائی ہو لَو دلربا سے — غرض پھر اُنھین کیا ہے ماسوا[3] سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائین — نہ جوتی سے بیزار سے ہچکچائین
جو میلونمین جائین تو [illegible] کھائین — جو محفل مین بیٹھین تو فتنے اُٹھائین
لرزتی ہین اوباش اُنکی ہنسی سے — گریزان ہین رند اُنکی ہمسائگی سے

۱ سیانی بیائے مخلوط بروزن میانی صفت مؤنث جسکے معنے ہوشیار صاحب تمیز اور سمجھدار کے ہین ۱۲

۲ دائین بائین آگے پیچھے اوپر نیچے چھ سمتین ہین مگر اس سے اکثر تمام دنیا مراد لیتے ہین ۱۲

۳ صوفیہ کی اصطلاح مین ذات باری تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ماسوا ہے مگر اس جگہ طنزاً ماسوی معشوق مجازی سے مراد لی گئی ہے ۱۲

سپوتون[۱] کو اپنے اگر بیاہ دیجے — تو بہوؤن کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے — تو بدراہ ہین بھانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا کو بکو گھر بگھر ہے — بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کو بر[۲] ہے

نہ مطلب نگاری کا اُنکو سلیقہ — نہ دربارداری کا اُنکو سلیقہ
نہ اُمیدواری کا اُنکو سلیقہ — نہ خدمت گزاری کا اُنکو سلیقہ
قلی یا نفر[۳] ہو تو کچھ کام آئے — مگر اُنکو کس مد مین کوئی کھپائے

(یعنے نوکری کا صیغہ ۱۲)
نہین ملتی روٹی جنھین پیٹ بھر کے — وہ گذران کرتے ہین سو عیب کر کے
جو ہین اُنمین دو چار آسودہ گھر کے — وہ دن رات خواہان ہین مرگِ پدر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کی ہین — سلف اُنکے وہ تھے خلف اُنکے یہ ہین

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے — کہ جسکی طرف آنکھ سب کی لگی ہے
بہت جس سے آیندہ چشم بہی ہے — بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالے گی باغِ کہن مین؛ — اسی سے بہار آئیگی اس چمن مین؛

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری؛ — کہ بخشینگی جو دین کو استواری؛
کرینگی یہی قوم کی غمگساری؛ — ان ہی پہ اُمیدین ہین موقوف ساری؛
یہی شمع اسلام روشن کرینگی؛ — بڑونکا یہی نام روشن کرینگی؛

---

۱ لائق اور رشید بیٹا۔ طعنًا نالائق بیٹے کو بھی کہتے ہین ۱۲

۲ بر۔ اُس لڑکے کو کہتے ہین جس سے بیٹی کا ازدواج ہو سکے۔ اور اُسکو بر نہین ملتا یعنی [illegible] ایسا لڑکا نہین ملتا جس سے اُسکی شادی کیجاوے ۱۲

۳ نفر اردو مین سائیس و چاکر قلی اور کم درجہ کے آدمی کو کہتے ہین ۱۲

خلف اُنکے الحق اگر یان یہی ہین
سلف کے اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگار عزیزان یہی ہین
اگر نسل اشراف واعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اُنکی رہجائیگی یان
کہ اک قوم رہتی تھی اِن نام کی یان

سمجھتے ہین شایستہ جو آپ کو یان
ہین آزادیِ رائے پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان
مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈھونڈھوگے یار اُنکے ہمدرد ہین
تو نکلینگے تھوڑے جوانمرد ہین

نہ رنج اُنکے افلاس کا اُنکو اصلا
نہ فکر اُنکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا
اُڑانا مگر مفت اِک اِک کا خاکا
کہین اُنکی پوشاک پر طعن کرنا
کہین اُنکی خوراک پر نام دھرنا

عزیزونکی جس بات مین عیب پانا
نشانہ اُسے پھبتیون کا بنانا
شماتت سے دل بھائیون کا دکھانا
یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اُنکے جگر مین
نہ قطرہ کوئی خون کا چشمِ تر مین

جہاز ایک گرداب مین پھنس رہا ہے
پڑا جسسے جوکھون مین چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اُن مین سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہین وہ مستِ خوابِ گران ہین
جو بیدار ہین اُن پہ خندہ زنان ہین

کوئی اُنسے پوچھے کہ ای ہوشِ والو
کس اُمید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
بُرا وقت بیڑے پہ آنے کو ہی جو
نہ چھوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمھارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا — کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا — تاسف کے قابل ہے احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں — بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا — کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا" — کہا "گر نہ ہو اس سے انسان کو بہرا"
کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے — کہ جو باعث افتخار بشر ہے"
کہا "گر نہ ہو یہ بھی اسکو میسر" — کہا "مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھکر"
کہا "در رہو یہ بھی اگر بند اسپر" — کہا "اس پہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تاکہ ذلت سے چھوٹے — خلائق سب اسکی نحوست سے چھوٹے"

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو — مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہی ہو
اگر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو — تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئیگا راست تمپر — کہ "ہونے سے انکا نہ ہونا ہے بہتر"

رہو گے یونہی فارغ البال کب تک — نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہے گی نئی پود[1] پامال کب تک — نہ چھوڑو گے تم بھیڑیا چال[2] کب تک
بس اگلی فسانے فراموش کر دو — تعصب کے شعلے کو خاموش کر دو

---

[1] پود چھوٹے درخت اولاد نسل ۱۲

[2] یعنی اوروں کی دیکھا دیکھی بے سمجھی بوجھی کوئی کام کرنا۔ یہ لفظ بھیڑ چال سے بگڑ کر بھیڑیا چال ہو گیا ہے کیونکہ بھیڑوں کی عادت ہے کہ اگلی بھیڑ جس رستے پر پڑتی ہے پچھلی بھی اسی کے ساتھ ہو لیتی ہیں ۱۲

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں — ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آ رہی ہیں — کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا — نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایماں کا کوئی — نہ دشمن حدیث اور قرآں کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکاں کا کوئی — نہ مانع شریعت کے فرماں کا کوئی
نمازیں پڑھو بے خطر مسجدوں میں — اذانیں دو دھڑلے سے مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں — نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں — تو ہموار ہیں کسب و دولت کی راہیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا — نہ باہر ہے قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں — گھر دن سے سوا چین ہے منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں — شب و روز ہے امن قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا — وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہونچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں — چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک بحر اعظم کی خبریں — کھلی ہیں زمانے پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا — ہے آئینہ احوال روئے زمیں کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی — کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی — یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے — نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہیں
بہت چل چلاؤ میں گھبرا رہے ہیں بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہیں
مگر اک تمہی ہو کہ سوتے ہو غافل مبادا کہ غفلت میں کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاوروں کو لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو
دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو
کہ خالی ہیں یا پُر ذخیرے تمہارے بُرے ہیں کہ اچھے وتیرے تمہارے

امیروں کی تم سن چکے داستاں سب چلن ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت ہے تم پر عیاں سب بگڑنے کو طیار بیٹھے ہیں یاں سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے ستون[1] مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمّہ ہے اسکا کہ جو وقت یاروں پہ ہے آنیوالا
زمانے نے اونچے سے جسکو گرایا وہ آخر کو مٹی میں ملکر رہے گا
نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہاں ہر ترقی کی غایت یہی ہے سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانے کی عادت یہی ہے طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے
بہت یاں ہوئے خشک چشمے ابل کر بہت باغ[2] چھانٹے گئے پھول پھل کر

---

[1] ستون کا مرکز ثقل سے ہٹ جانا مقدمہ ہے مکان کے گر جانے کا ۱۲

[2] قاعدہ ہے کہ صاحب باغ بعض درخت جنمیں پھل یا پھول آچکتا ہے جیسے درخت بیر، کیلا، کھجور، تاڑ، گلاب بیلا، چنبیلی، مہندی وغیرہ اور نیز وہ ٹہنیاں درخت کی جو خشک ہو جاتی ہیں انہیں چھنوا کے باغ کو صاف ستھرا کرا دیتا ہے ۱۲

کہان ہین وہ اہرام مصری کے بانی — کہان ہین وہ گردانِ زابلستانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی — مٹا کر رہی سب کو دنیاے فانی
لگاؤ کہین کھوج کلدانیون کا — بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا
وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے — جہان کی وراثت اسی کو سزا ہے
سوا اُسکے انجام سب کا فنا ہے — نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب — غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

۱ اہرام مصری مصر کے مثلث نما چوپہل مینار ہین جو دریاے نیل سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہین اُنہین سے ایک مینار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے اُنسے زیادہ کوئی قدیم عمارت شاید دنیا مین موجود نہین ۱۲

۲ گردان زابلستانی سے مراد رستم کا خاندان ہے ۱۲

۳ فارس کے گیارہ بادشاہ جو کیومرث کی اولاد مین ہوے ہین پیشدادی کہلاتے ہین ۱۲

۴ کیانی بادشاہون سے کیقباد کیکاؤس کیخسرو گشتاسپ لہراسپ مراد ہین ۱۲

۵ کلدانی کیلڈیا یعنے خالدیہ بابل والے ۱۲

۶ بہمن بن اسفندیار کی اولاد مین جسقدر بادشاہ ہوے ہین اُنکا ساسان لقب ہے ان ہی کو ساسانی بادشاہ کہتے ہین ۱۲

دوسرا دیباچہ

حدیث درد دلاویز داستانی ہست
کہ ذوق بیش دہد چون دراز تر گردد

مسدس مد وجزر اسلام اوّل ہی اوّل ۱۲۹۶ھ ہجری مین چھپکر شائع ہوا تھا اگرچہ اس نظم کی اشاعت سے شاید کوئی معتد بہ فائدہ سوسائٹی کو نہین پہونچا۔ مگر چھ برس مین جسقدر قبولیت یا شہرت اس نظم کو اطراف ہندوستان مین ہوئی وہ فی الواقع تعجب انگیز ہی۔ نظم بالکل غیر مانوس تھی اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تھے۔ قوم کی خرابیان چُن چُن کر ظاہر کی گئی تھین اور زبان سے تیغ و سنان کا کام لیا گیا تھا۔ ناظم کی نسبت قوم کے اکثر ابرار و اخیار مذہبی سوء ظن رکھتے تھے۔ تعصب عموماً کلمۂ حق سننے سے مانع تھا۔ با این ہمہ اس تھوڑی سی مُدت مین یہ نظم ملک کے اطراف و جوانب مین پھیل گئی ہندوستان کے مختلف اضلاع مین اُس کے آٹھ سات اڈیشن اب سے پہلے چھپ چکے ہین بعض قومی مدرسون مین اُسکا انتخاب

بچون کو پڑھایا جاتا ہے۔ مولد شریف کی مجلسون مین جا بجا
اُس کے بند پڑھے جاتے ہین اکثر لوگ اُسکو پڑھ کر بے اختیار
روتے اور آنسو بہاتے ہین۔ اُس کے بہت سے بند ہمارے
واعظون کی زبان پر جاری ہین۔ کہین قومی ناٹک مین
اُس کے مضامین ایکٹ کیے جاتے ہین۔ بہت سی مسدسین
اُسی کی روش پر اسی بحر مین ترتیب دیے گئے ہین شمالی مغربی
اضلاع کے سرکاری مدارس مین عام قبولیت کی وجہ سے
اسکو تعلیم مین داخل کر لیا گیا ہے۔ یہ اور اسی قسم کی اور بہت
سی باتین ایسی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نے اُسکی طرف کافی
توجہ کی ہے۔ مگر اسپر مصنف کو کچھ فخر کرنے کا محل نہین ہے۔ اگر قوم کے دل مین
متاثر ہونے کا مادہ نہوتا تو یہ اور ایسی ایسی ہزار نظمین بیکار تھین۔
پس مصنف کو اگر فخر ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ اُسنے زمین شور مین
تخم ریزی نہین کی اور پتھر مین جونک لگانی نہین چاہی۔ اُس نے
ایک ایسی جماعت کو مخاطب گردانا ہے جو بے راہ ہے پر گمراہ نہین ہے
وہ راستے سے بھٹکے ہوے ہین مگر راستے کی تلاش مین جب پا راستگران ہین

اُن کے ہنر مفقود ہو گئے ہین مگر قابلیت موجود ہے - اُنکی صورت بدل گئی ہی مگر ہیولی باقی ہی - اُنکے قوی مضمحل ہو گئے ہین مگر زائل نہین ہوے اُن کے جوہر مٹ گئے ہین مگر جلا سے پھر نمودار ہوسکتے ہین اُن کے عیبون مین خوبیان بھی ہین مگر چھپی ہوئی - اُنکی خاکستر مین چنگاریان بھی ہین، مگر دبی ہوئی -

یہ نظم جس مین قوم کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنا مد نظر تھا اگرچہ مشرق کی عام نظمون کی نسبت مبالغہ سی خالی تھی لیکن فروگذاشت سے خالی نہ تھی - دوست کی نگاہ نکتہ چینی اور خردہ گیری مین وہی کام کرتی ہی جو دشمن کی نگاہ کرتی ہی - دونون یکسان عیبون پر خردہ گیری اور خوبیون سے چشم پوشی کرتے ہین مگر دشمن اس غرض سی کہ عیب ظاہر ہون اور خوبیان مخفی رہین - اور دوست اس خوف سے کہ مبادا خوبیون کا غرور عیبون کی اصلاح سے باز رکھے مصنف بھی جو کہ دوستی کا دم بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور رہا اور ہنر گستری سی معذور رہا مگر یہ اسلوب جسقدر غیرت دلانے والا تھا اُسیقدر مایوس کرنیوالا بھی تھا مصنف کو لکی

آگ بھڑک کر بجھ گئی تھی اور اُسکی افسردگی الفاظ مین سرایت کر گئی تھی نظم کا خاتمہ ایسے دلشکن اشعار پر ہوا جن سے تمام اُمیدین منقطع ہوگئین اور تمام کوششین رائگان نظر آنے لگین۔ شاید اس خرابی کا تدارک کچھ ہو سکتا اگر قوم کی توجہ مصنف کے دل مین ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئی خطاب کا مستحق نہ ٹھہراتی۔ گو قوم نہین بدلی مگر اُس کے تیور بدلتے جاتے ہین۔ پس اگر تحسین کا وقت نہین آیا تو نفرین ضرور کم ہونی چاہیے۔ بعض احباب کی تحریک نے ان خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ مقتضائے حال کے موافق اصل مسدس کے آخر مین لاحق کیا گیا۔ ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود نہ تھا مگر اس مضمون کو چھوکر طول سے بچنا ایسا ہی مشکل تھا جیسے سمندر مین کود کر ہاتھ پانون نہ ملانا قدیم مسدس مین بھی جستہ جستہ تصرف کیا گیا ہے شاید بعض تصرفات کو ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس ہو گیا تھا پسند نہ کرین مگر مصنف کا فرض تھا کہ دوستون کی ضیافت مین کوئی ایسی چیز پیش نہ کرے جو خود اُسکے مذاق مین ناگوار معلوم ہو۔ نظم نہ پہلے پسند کے قابل تھی اور نہ اب ہے مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اُمید ہے کہ درد بھیلیگا اور سچ چمکیگا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ضمیمہ

بس اے نا امیدی نہ یون دل بجھا تو
جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو

ذرہ نا امیدونکی ڈھارس بندھا تو
فسردہ دلون کے دل آخر بڑھا تو

ترے دم سے مُردون مین جانین پڑی ہین
جلی کھیتیان تونے سرسبز کی ہین

سفینہ پے نوحؑ طوفان مین تو تھی
سکون بخش یعقوبؑ کنعان مین تو تھی

زلیخاؑ کی غمخوار ہجران مین تو تھی
دل آرام یوسفؑ کی زندان مین تو تھی

مصائب نے جب آن کر اُنکو گھیرا
سہارا وہان سب کو تھا ایک تیرا

بہت ڈوبتون کو ترایا ہے تونے
بگڑتون کو اکثر بنایا ہے تونے

اُکھڑتے دلون کو جمایا ہے تونے
اُجڑتے گھرون کو بسایا ہے تونے

بہت تونے پستونکو بالا کیا ہے
اندھیرے مین اکثر اُجالا کیا ہے

قوی تجھ سے ہمت ہے پیر و جوان کی
بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خرد و کلان کی

تجھی پر ہے بنیاد تنظیم جہان کی
نہو تو تو رونق نہو اس دُکان کی

تگاپو ہے ہر مرحلے مین تجھی سے
رواروی ہے ہر قافلے مین تجھی سے

کسانون سے کلّرمین تو ہی بُواتی
جہازون کو گرداب مین ہے کُھواتی

سکندر کو دارا پہ ہے تو چڑھاتی
فریدون کو ضحاکؔ سے ہے لڑاتی

چلے سب جلو میں تو زمائل عنانکی نظر تیری سلٹی پہ ہی کاروانکی
نوازا ہے تو بینواؤن کو تو نے توانگر بنایا گداؤن کو تو نے
دیا دسترس نارساؤن کو تو نے کیا بادشہ ناخداؤن کو تو نے
سکندر کو شانِ کئی[۵۱] تو نی بخشی کلمبس[۵۲] کو دنیائی تو نے بخشی

وہ رہرو نہین رکھتے جو کوئی سامان خور و زاد سے جنکا خالی ہے دامان
نہ ساتھی کوئی جس سے منزل ہو آسان نہ محرم کوئی جو سُنے دردِ پنہان
نہی بل ہی خوش خوش ہین اسطرح جاتے کہ جا کر خزانہ ہین اب کوئی پاتے

زمین جو تنی کو جب اٹھتا ہے جوتا[۵۳] سمین[۵۴] کا گمان تک نہین جبکہ ہوتا
شب و روز محنت مین ہی جان کھوتا کہینون نہین پاؤن پھیلا کے سوتا
اگر موج زن اسکی دل مین نہ تو ہو تو دنیا مین غل بھوک کا چارسو ہو

نبے اس سے بھی گر سوا اپنے دم پر بلاؤن کا ہو سامنا ہر قدم پر
پہاڑ اک نزون اور ہو کوہِ غم پر گذرنی ہو جو کچھ گذر جائے ہم پر
نہین فکر تو دل بڑھاتی ہی جبتک دماغون مین تو تیری آتی ہے جبتک

۵۱ لفظ کئی منسوب ہے کَے سے جسکے معنے زبان فارسی مین مثل شہنشاہ کی ہین اور ملوک عجم کے دوسرے طبقے کے چارون بادشاہ کے کہلاتے ہین جنکے نام یہ ہین کیقباد کیکاؤس کیخسرو لہراسپ جسکی جمع کیان اور یا کی نسبت کی ساتھ کیانی ہے پس کئی وہ چیز ہے جو کیانیون کی طرف منسوب ہے جیسے تاج کئی اور شان کئی ۱۲

۵۲ کلمبس اٹلی کا رہنے والا اور فن جہازرانی مین ہوشیار تھا اسی نے ملکہ ازبیلا والیۂ سپین کی امداد سے ۱۴۹۲ء مین براعظم امریکا کو تلاش کر کے قدیمی دنیا پر ظاہر کیا ۱۲

۵۳ جوتا بواو مجہول جوتنے والا یعنی کاشتکار ۱۲

۵۴ سمین یعنی موسم کا عمدہ حالت مین نظر آنا ۱۲

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبون ہے — عزیزون کی غفلت وہی جون کی تون ہے
جہالت وہی قوم کی رہنمون ہے — تعصب کی گردن پہ ملت کا خون ہے
مگر اک امید اک سہارا ہے تیرا — کہ جلوہ یہ دنیا مین پیارا ہے تیرا

نہین قوم مین گرچہ کچھ جان باقی — نہ اسمین وہ اسلام کی شان باقی
نہ وہ جاہ و حشمت کے سامان باقی — پر اس حال مین بھی ہے اک آن باقی
بگڑنے کا گو انکے وقت آگیا ہے — مگر اس بگڑنے مین بھی اک ادا ہے

بہت ہین ابھی جنمین غیرت ہے باقی — دلیری نہین پر حمیت ہے باقی
فقیری مین بھی بوے ثروت ہے باقی — تہیدست ہین پر مروت ہے باقی
مٹے پر بھی پندار ہستی وہی ہے — مکان گرم ہے آگ گو بجھ گئی ہے

سمجھتے ہین عزت کو دولت سے بہتر — فقیری کو ذلت کی شہرت سے بہتر
گلیم قناعت کو ثروت سے بہتر — انھین موت ہے بار منت سے بہتر
سر انکا نہین دربدر جھکنے والا — وہ خود پست ہین پر نگاہین ہین بالا

مشابہ ہے قوم اس مریض جوان سے — کیا ضعف نے جسکو مایوس جان سے
نہ بستر سے حرکت نہ جنبش مکان سے — اجل کے ہین آثار جسپر عیان سے
نظر آتے ہین سب مرض جسکے مزمن — نہین کوئی مہلک مرض اسکو لیکن

بجا ہین حواس اسکے اور ہوش قائم — طبیعت مین میل خور و نوش قائم
دماغ اور دل چشم و گوش قائم — جوانی کا پندار اور جوش قائم
کرے کوئی اسکی اگر غور کامل — عجب کیا جو ہو جائے زندون مین شامل

عیان سب پہ احوال بیمار کا ہے — کہ تیل اُسمین جو کچھ تھا سب جل چکا ہے
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے — ہزال بدن ہے زوال قویٰ ہے
مگر ہے ابھی یہ دیا ٹمٹماتا — بجھا جو کہ ہے یان نظر سب کو آیا

یہ سچ ہے کہ ہے قوم مین قحط انسان — نہین قوم کے پر سب افراد یکسان
سفال و خزف کے ہین انبار گر یان — جواہر کے ٹکڑے بھی ہین اُنمین پنہان
چھپے سنگریزون مین گوہر بھی ہین کچھ — ملے ریت مین ریزۂ زر بھی ہین کچھ

جو بے غم ہین اُنمین تو غمخوار بھی ہین — جو بے مہر ہین کچھ تو کچھ یار بھی ہین
اُنہی غافلون مین خبردار بھی ہین — خرابات مین چند ہشیار بھی ہین
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہین یان — نکمون مین کچھ کام والے بھی ہین یان

جو چاہین پلٹ دین ہی سب کی کایا — کہ اک اک نے ملکون کو ہی یان جگایا
اکیلون نے ہے قافلون کو بچایا — جہازون کو ہے زورقون نے ترایا
یونہی کام دُنیا کا چلتا رہا ہے — دیے سے دیا یونہی جلتا رہا ہے

یہ سچ ہے کہ ہین بیشتر ہم مین ناوان — نہین جنکے درد تعصب کا درمان
جہان مین ہین پر جو اُنکی عزت کی خواہان — اُنہی سے وہ ہستی ہین دست و گریبان
پہ ایسے بھی کچھ ہوتے جاتے ہین پیدا — کہ جو خیرخواہون پہ ہین اپنی شیدا

کوئی خیرخواہی مین ہے ہمسر اُنکا — کوئی دست و بازو ہے یاور اُنکا
کوئی ہے زبان سی ستائش گر اُنکا — بہت رکھتے ہین نقش حب دل پر اُنکا
بہت اُنکی گن سنتے ہین چپکے چپکے — بہت سنکے سر دھنتے ہین چپکے چپکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا　　تموج کا جسمین نہ ہرگز پتا تھا
تغیر سے یہ حال اسکا ہوا تھا　　کہ مکروہ تھی بو تو کڑوا مزا تھا
ہوئی تھی یہ پانی مین زائل روانی　　کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اسکو پانی
پر اب اسمین رو کچھ کچھ آنے لگی ہے　　کنارون کو اسکے ہلانے لگی ہے
ہوا بلبلے کچھ اٹھانے لگی ہے　　کنارون کو اسکے ہلانے لگی ہے
اگر ہو نہ یہ انقلاب اتفاقی　　تو دریا مین بس اک تموج ہے باقی

حوادث نے انکو ڈرایا ہے کچھ کچھ　　مصائب نے نیچا دکھایا ہے کچھ کچھ
ضرورت نے رستہ دکھایا ہے کچھ کچھ　　زمانے کے غل نے جگایا ہے کچھ کچھ
ذرا دست و بازو ہلانے لگے ہین　　وہ سوتے مین کچھ کلبلانے لگے ہین

رہ راست پر ہین وہ کچھ آتے جاتے　　تعلی سے ہین اپنی شرماتے جاتے
تفاخر سے ہین اپنے پچھتاتے جاتے　　سراغ اپنا کچھ کچھ ہین وہ پاتے جاتے
بزرگی کے دعوے سے پھرنے لگے ہین　　وہ خود اپنی نظرون سے گرنے لگے ہین

ہین گھاٹ پر گو ترقی کی آتے　　نئی بات سے ناک بھون ہین چڑھاتے
نئی روشنی سے ہین آنکھین چراتے　　مگر ساتھ ہی یہ بھی ہین کہتے جاتے
کہ دنیا نہین گرچہ رہنے کی قابل　　پر اس طرح دنیا مین رہنا ہے مشکل

تنزل پہ وہ ہاتھ ملنے لگے ہین　　کچھ اس سوز سے جی پگھلنے لگے ہین
دھوین کچھ دلون سے نکلنے لگے ہین　　کچھ آرے سے سینون پہ چلنے لگے ہین
وہ غفلت کی باتین گذرنے کو ہین سب　　نشے جو چڑھے تھے اترنے کو ہین اب

نہین گرچہ کچھ دردِ اسلام اُنکو نہ بہبودیِ قوم سے کام اُن کو
نہ کچھ فکرِ آغاز و انجام اُنکو برابر ہے ہو صبح یا شام اُن کو
مگر قوم کی سُنکے کوئی مصیبت
اُنھین کچھ نہ کچھ آہی جاتی ہے رقت

خصومت سی ہین اپنی گو خواریان سب نزاعون سی باہم کی ہین ناتوان سب
خود آپس کی چوٹون سی ہین خستہ جان سب یہ ہین متفق اسپہ پیر و جوان سب
کہ نا اتفاقی نے کھویا ہی ہمکو
اسی جزر و مد نے ڈبویا ہی ہمکو

یہ مانا کہ کم ہم مین ہین ایسے دانا جنھون نے حقیقت کو ہی اپنی چھانا
تنزل کو ہی ٹھیک ٹھیک اپنے جانا کہ ہم ہین کہان اور کہان ہی زمانا
پہ اتنا زبانون پہ ہی سب کے جاری
کہ حالت بری آجکل ہی ہماری

فرائض مین گو دین کے سب ہین قاصر نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مساجد سے غائب ملا ہی ہین حاضر مگر ایسے فاسق ہین اُن مین نہ فاجر
کہ مذہب پہ حملے ہین جو ہر طرف سے
وہ دیکھ اُنکو ہٹ جائین راہِ سلف سے

خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوائی پہ بھولے نہین ہین بزرگونکی بڑائی
جو آپ اُنمین خوبی نہین کوئی پائی تو ہین خوبیون پر اُن ہی کی فدائی
شرف گو کہ باقی نہین اُن مین کچھ بھی
مگر خواب مین دیکھ لیتے ہین سب کچھ یہ

ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہین وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ہین
بزرگون کا علم و ادب دیکھتے ہین سرافرازیِ جد و آب دیکھتے ہین
تو ہین فخر سے وہ کبھی سر اُٹھاتے
کبھی ہین ندامت سے گردن جھکاتے

اگر کچھ بھی باقی ہو یارو نمین ہمت | تو انکا یہی افتخار اور ندامت
شگون سعادت ہی اور فال دولت | کہ آتی ہی کچھ اس سے بوے حمیت
وہ کھو بیٹھے آخر کمائی بڑون کی | بھلا دی جنھون نے بڑائی بڑونکی

اسیری مین جو گرم فریاد ہین یان | وہی آشیان کرتے آباد ہین یان
قفس سے وہی ہوتے آزاد ہین یان | چمن کی جنھین کچھ بھی یاد ہین یان
وہ شاید قفس ہی مین عمرین گنوائین | گئین بھول صحرا کی جنکو فضائین

بلندی مین ہون یا کہ پستی مین ہون ہم | قوی ہون کہ کمزور افزون ہون یا کم
محقر زمانے مین ہون یا مکرم | مؤخر ہون اس بزم مین یا مقدم
عبا مین ہون پوشیدہ یا شال مین ہون | کسی رنگ مین ہون کسی حال مین ہون

اگر باخبر ہین حقیقت سے اپنی | تلف کی ہوئی اگلی عظمت سے اپنی
بلندی و پستی کی نسبت سے اپنی | گذشتہ اور آیندہ حالت سے اپنی
تو سمجھو کہ ہے پار کھیوا ہمارا | نہین دور منجدھار سے کچھ کنارا

الپ[۱] ارسلان سے یہ طغرل[۲] نے پوچھا | کہ قومین ہین دنیا مین جو جلوہ فرما
نشان انکی اقبالمندی کے ہین کیا | کہ اقبالمند انکو کہنا ہے زیبا
کہا ملک و دولت ہو ہاتھ انکے جبتک | جہان ہو کمر بستہ ساتھ انکے جبتک

۱ یہ سلجوقیونکے سلسلے کا دوسرا بادشاہ ہے اسکے باپ کا نام جغر بیگ اور چچا کا نام طغرل بیگ تھا طغرل بیگ نے
اپنی زندگی مین اسکو ولیعہد مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ طغرل کے بعد اسکا جانشین ہوا۔

۲ طغرل سلجوقیونکے سلسلے کا پہلا بادشاہ الپ ارسلان کا چچا اور سلجوق کا پوتا جو ۴۲۹ھ مین تخت نشین ہوا۔

جہاں جائیں وہ سرخرو ہو کے آئیں   ظفر ہمعناں ہو جدھر باگ اٹھائیں
نہ بگڑیں کبھی کام جو وہ بنائیں   نہ اکھڑیں قدم جس جگہ وہ جمائیں
کریں مس کو گر مس تو وہ کیمیا ہو   اگر خاک میں ہاتھ ڈالیں طلا ہو

ولیعہد کی جبکہ باتیں سنیں یہ   ہنسا سُنکے فرزانۂ دوربیں یہ
کہا جانِ عم گپ ہے گو دلنشیں یہ   مگر شرطِ اقبال ہرگز نہیں یہ
حوادث سہے بن گذارا نہیں یاں   بلندی و پستی سے چارہ نہیں یاں

بہم ہے کبھی گاہ برہم ہے محفل   کٹھن ہے کبھی گاہ آساں ہے منزل
زمانے کی گردش سے بچنا ہے مشکل   نہ محفوظ ہیں اس سے مدبر نہ مقبل
بہت کجکلاہوں کو یاں گرتے دیکھا   سدا شہسواروں کو یاں گرتے دیکھا

جہاں سود ہے یاں وہیں ہے زیاں بھی   جہاں روشنی ہے وہیں ہے دھواں بھی
سقر بھی ہے یہ خاکداں اور جناں بھی   بہاریں بھی ہیں اس چمن میں خزاں بھی
نکھرتے ہیں جو یاں وہ گدلاتے بھی ہیں   چمکتے ہیں جو یاں وہ گہناتے بھی ہیں

ضعیف اور قوی ارمنی اور عراقی   چکھاتا ہے دُردِ قدح سب کو ساقی
یہ اقبال کی ہے رمق جن میں باقی   یہ سب تلخیاں اُنکی ہیں اتفاقی
بلاؤں میں گھر کر نکل جاتے ہیں وہ   ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہیں وہ

نہیں ہوتے نیرنگِ گردوں سے حیراں   ہر اک درد کا ڈھونڈھ لیتے ہیں درماں
اُٹھاتے نہیں کچھ حوادث سے نقصاں   وہ چونک اُٹھتے ہیں دیکھ خوابِ پریشاں
بھڑکتے ہیں افسردہ ہو کر سوا وہ   بھبکتے ہیں پژمردہ ہو کر سوا وہ

پگھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر
لگاتے ہیں غوطا اچھلنے کی خاطر

ٹھہرتے ہیں دم لے کے چلنے کی خاطر
وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر

سبب کو غرض سے سمجھتے ہیں پہلے
الجھتے ہیں پیچھے سلجھتے ہیں پہلے

ضرورت نہیں یہ کہ فرمانروا ہوں
رعیت ہوں وہ خواہ کشور کشا ہوں

سپاہی ہوں تاجر ہوں یا ناخدا ہوں
وہ کچھ ہوں پہ اپنے سے واقف ذرا ہوں

کہ ہم کیا ہیں اور کون ہیں اور کہاں ہیں
گھٹے یا بڑھے ہیں سبک یا گراں ہیں

جب آنکھیں ہوئیں کچھ وقت کھو کر
رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر

کریں کوششیں سب بہم ایک ہو کر
رہیں داغ ذلت کا دامن سے دھو کر

نہ ہو تاب پرواز گر آسمان تک
تو واں تک اڑیں ہو سکے جہاں تک

پڑا ہے یہی وقت اب ہم پہ آ کر
کہ اٹھے ہیں سوتے بہت دن چڑھا کر

سواروں نے کی راہ طے باگ اٹھا کر
گئے قافلے ٹھہر منزل پہ جا کر

گر افتان و خیزاں سدھارے بھی اب ہم
تو پہنچے بھلا جا کے منزل پہ کب ہم

مگر بیٹھ رہنے سے چلنا ہے بہتر
کہ ہے اہل ہمت کا اللہ یاور

جو ٹھنڈک میں چلنا نہ آیا میسر
تو پہنچینگے ہم دھوپ کھا کھا کے سر پر

یہ تکلیف و راحت ہے سب اتفاقی
چلو اب بھی ہے وقت چلنے کا باقی

ہوا کچھ وہی جس نے یاں کچھ کیا ہے
لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہے

کرو کچھ کہ کرنا ہی کچھ کیمیا ہے
مثل ہے کہ کرتے کی سب[^1] ...

[^1]: سب - بدیا - علم - ہنر - فضیلت ۱۲

یون ہی وقت سو سو کے ہین جو گنواتے — وہ خرگوش کچھوون سے[51] ہین زک اُٹھاتے
یہ برکت ہے دُنیا مین محنت کی ساری — جہان دیکھیے فیض اسی کا ہے جاری
یہی ہے کلید درِ قفلِ باری — اسی پر ہے موقوف عزت تمھاری
اسی سے ہی قومون کی یان آبرو سب — اسی پر ہین مغرور ہین اور کو سب
گلستان مین جو بن گُل و یاسمن کا — سمان زلف سنبل کی تاب و شکن کا
قدِ دلربا سرو اور نارون کا — رخ جان فزا لالۂ و نسترن کا
غرض بونکی محنت کی ہی رنگ و بو سب — کمیرون[52] کی خون سی ہین یہ تازہ رو سب
ہلاتے و اگلے اگر دست و بازو — جہان عطرِ حکمت سی ہوتا نہ خوشبو
نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو[53] — نہ حق پھیلتا ربع مسکون مین ہر سو
حقائق یہ سب غیر معلوم رہتے — خدائی کے اسرار مکتوم[54] رہتے
ستارہ شریعت کا تابان نہوتا — اثر علم دین کا نمایان نہ ہوتا
جدا کفر سے نور ایمان نہوتا — مساجد مین یون وِردِ قرآن نہ ہوتا
خدا کی ثنا معبدون مین نہوتی — اذان جا بجا مسجدون مین نہوتی

---

٥١ امثال لقمان کی یہ کہانی مشہور ہی کہ کچھوے اور خرگوش نے ایک حد تک دوڑنے کی شرط بدی تھی خرگوش شرط بد کر اس خیال و گھمنڈ مین سو رہا کہ جب جاگونگا کچھوے سے آگے نکل جاؤنگا مگر کچھوا جو کہ سست رفتار تھا برابر چلنے مین گرم رہا اور وہ تو باوجود سست رفتاری کے اُس حد پر پہونچ گیا اور خرگوش کی اس وقت آنکھ کھلی جب وقت ہاتھ سے جاتا رہا ۱۲

٥٢ کمیرا اُس مزدور کو کہتے ہین جو باغبان کے تحت مین کام کرتا ہے ۱۲

٥٣ ترازو کا وضع ہونا اسکا برپا اور قایم ہونا جیسا کہ قرآن مجید مین "وَوَضَعَ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ" مقصود یہ ہی کہ اگر علما کوشش نہ کرتا اور علم اخلاق و سلوک مدون نہوتا تو بُری اور اچھی اخلاق کی تمیز نہوتی ۱۲

٥٤ مکتوم معنی پوشیدہ ۱۲

نہین ملتی کوشش سی دُنیا ہی تنہا — کہ ارکان دین بھی اسی پر ہین برپا (قائم ہو ۱۲)
جنھین ہو نہ دُنیاے فانی کی پروا — کرین آخرت کا ہی وہ کاش سودا
نہین ملتے دنیا کی خاطر اگر تم — تو لو دین حق کی ہی اُٹھ کر خبر تم

بنی نوع مین دو طرح کے ہین انسان — تفاوت ہی حالت مین جنکی نمایان
کچھ ایسے ہین راحت طلب اور تن آسان — بدن[٥١] کے نگہبان بستر کے دربان
نہ محنت پہ مائل نہ قدرت کے قائل[٥٢] — سمجھتے ہین تنکے کو رستے مین حائل

اگر ہین توانگر تو بیکار ہین سب — اپاہج[٥٣] ہین روگی ہین بیمار ہین سب
تعیش کے ہاتھون سے ناچار ہین سب — تن آسانیون مین گرفتار ہین سب
برابر ہے یان اُنکا ہونا نہ ہونا — نہ کچھ جاگنا اُنکا بہتر نہ سونا

اگر ہین تہیدست اور بے نوا وہ — تو محنت سے ہین جی چراتے سدا وہ
نصیبون کا کرتے ہین اکثر گلا وہ — ہلاتے نہین کچھ مگر دست و پا وہ
اگر بھیک ملجاے قسمت سے اُنکو — تو سو بار بہتر ہے محنت سے اُنکو

---

٥١ یعنی ہر وقت بدن کی حفاظت اور خود آرائی مین مصروف رہتے ہین یا نرم نرم بچھونون مین پڑے اینڈتے ہین۔ گویا بستر کے دربان ہین ۱۲

٥٢ یعنی نہ محنت کرتے ہین اور نہ اس بات کے قائل ہین کہ کوشش سے خداے تعالیٰ اُنکو اُن کے مقاصد پر کامیاب کر سکتا ہے ۱۲

٥٣ اپاہج جسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہون۔ روگی۔ روگ والا یعنی مریض ۱۲

نہ جو بے نوا ہین نہ ہین کچھ توانگر
وہ ہین ڈھور کی طرح قانع اسی پر
کہ کھانے کو ملتا رہے پیٹ بھر کر
نہین بڑھتے بس اس سے آگے قدم بھر
ہوے زیور آدمیت سے عاری
معطل ہوئین قوتین انکی ساری

نہ ہمت کہ محنت کی سختی اٹھائین
نہ جرأت کہ خطرونکے میدان مین آئین
نہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائین
نہ عبرت کہ دنیا کی سمجھین ادائین
نہ کل فکر تھا یہ کہ ہین اسکی پھل کیا
نہ ہے آج پروا کہ ہونا ہے کل کیا

نہین کرتے کھیتی مین وہ جانفشانی
نہ ہل جوتتے ہین نہ دیتے ہین پانی
پہ جب پاس کرتی ہے دل پر گرانی
تو کہتے ہین حق کی ہے نامہربانی
نہین لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ
سدا لڑتے رہتے ہین تقدیر سے وہ

کبھی کہتے ہین ہیچ ہین سب یہ سامان
کہ خود زندگی ہے کوئی دن کی مہمان
دھرے سب رہ جائینگے کاخ و ایوان
نہ باقی رہے گی حکومت نہ فرمان
ترقی اگر ہمنے کی بھی تو پھر کیا
یہ بازی اگر جیت لی بھی تو پھر کیا"

یہ سرگرم کوشش مین جو روز و شب ہین
اٹھاتے سدا بار رنج و تعب ہین
ترقی کے میدان مین سبقت طلب ہین
نمائش پہ دنیا کی بھولے یہ سب ہین
نہین انکو کچھ اپنی محنت سے لہنا
بناتے ہین وہ گھر نہین جسمین رہنا

کبھی کرتے ہین عقل انسان پہ نفرین
کہ با وصف کوتاہ بینی ہے خود بین
وہ تدبیرین اسطرح کرتی ہے تلقین
کہ گویا کھلا اسپہ ہے ستر تکوین
مگر سب خیالات ہین خام اسکے
ادھورے ہین جتنے ہین یان کام اسکے

نہ اسبابِ راحت کی اُسکو خبر کچھ نہ آثارِ دولت کی اُسکو خبر کچھ
نہ عزت نہ ذلت کی اُسکو خبر کچھ نہ کلفت نہ راحت کی اُسکو خبر کچھ
نہ آگاہ اس سے کہ ہستی ہی شے کیا نہ واقف کہ مقصودِ ہستی ہی کیا

کبھی کہتے ہین زہر ہے مال و دولت اُٹھاتے ہین جسکے لیے رنج و محنت
اسی سے گناہونکی ہوتی ہی رغبت اسی سے دماغون مین آتی ہی نخوت
یہی حق سے کرتی ہی بندونکو غافل ہوی ہین عذاب اِس سے قومونپہ نازل

کبھی کہتے ہین سعی و کوشش سے حاصل؟ کہ مقسوم ہین کوششین سب ہین باطل
نہین ہوتی کوشش سے تقدیر زائل برابر ہین یان محنتی اور کاہل
ہلانے سے روزی کی گر ڈور ہلتی تو روٹی نکمون کو ہرگز نہ ملتی [51]

نکمون کے ہین سب یہ دلکش ترانے سُلانے کو قسمت کے رنگین[52] فسانے
اسی طرح کے کرکے حیلے بہانے نہین چاہتے دست و بازو ہلانے
وہ بھولے ہوی ہین یہ عادت خدا کی کہ حرکت مین ہوتی ہی برکت خدا کی

---

۵۱ نکمون کے نزدیک روٹی کا ملجانا گویا ترقی کی حد ہے ۱۲

۵۲ یعنے جس طرح قصہ خوان رنگین افسانے کہنا سنا کر بادشاہون اور امیرون کو خواب راحت مین لایا کرتے ہین اسی طرح وہ لوگ جو کاہل اور نکمے ہین دُنیا کو فانی کہکر مال و دولت سے نفرت دکھا کر اور تقدیر کی آڑ لیکر تدبیر سے باز رہتے ہین اور اُنکی اس طرح کی باتین گویا اُنکے بخت بیدار کو خفتہ کرنے کیلیے کہانیان ہین ۱۲

سُنی تم نے یہ جس جماعت کی حالت
تنزل کی بنیاد ہے یہ جماعت

بگڑتی ہین قومین اسی کی بدولت
ہُوا اسکی ہے مفسدِ ملک و ملت

کیا صورؔ و صیداؔ کو برباد اسی نے
بگاڑا دمشق اور بغداد اسی نے

جہان ہے زمین پر نحوست ہے اُنکی
جدھر ہے زمانے مین نکبت ہے اُنکی

مصیبت کا پیغام کثرت ہی اُن کی
تباہی کا لشکر جماعت ہے اُنکی

وجود اُنکا اصلِ بلیات ہی یان
خدا کا غضب اُنکی بُہتات ہی یان

سب ایسے تن آسان و بیکار و کاہل
تمدن کے حق مین ہین زہر ہلاہل

نہین اُنسے کچھ نوع انسان کو حاصل
نہین اُنکی صحبت کہ ہے سمِ قاتل

یہ جب پھیلتے ہین سمٹتی ہی دولت
یہ جون جون کہ بڑھتے ہین گھٹتی ہی دولت

جہان بڑھ گئی ان کی تعداد حد سے
ہوئی قوم محروب بے ام و دو سے

رہا اُسکو بہرہ نہ حق کی مدد سے
وہ اب بچ نہین سکتی نکبت کی زد سے

بچو ایسے شومونکی پرچھائیون سے
ڈرو ایسے چپ چاپ یغمائیون سے

۱؎ صور بحیرۂ شام کے کنارے پر ملک شام کا ایک نہایت قدیمی شہر ہے کہتے ہین کہ یونان کے اکثر علما اسی کے تھے مسلمانون نے اسکو اور شہر عکا کو ۶۳؁ ہجری مین فتح کیا تھا ۔ اور اب مدت سے ویران ہے ۱۲

۲؎ صیدا ۔ دمشق سے ۶۰ میل بحیرۂ شام کے کنارے پر ایک مضبوط اور مستحکم شہر تھا جسمین متعدد قلعے تھے اور اب یہ بھی ویران ہے ۱۲

۳؎ اصل ۔ جڑ بلیات بلا کی جمع یعنی بلاؤن کی جڑ ۱۲ ۴؎ بہتات ۔ کثرت افراط ۱۲

۵؎ یغما لوٹ ۔ اور یغمائی لٹیرا یعنی کاہل اور نکمے آدمی اگرچہ ظاہر مین ملک کو نہین لوٹتے مگر چونکہ انکا اثر سوسائٹی پر برا پڑتا ہی اسلیے انکو چپ چاپ یغمائی کہا گیا ہو گویا وہ ملک کو چپکے ہی چپکے تاراج کر رہے ہین ۱۲

مگر ایک فریق اور اُن کے سوا ہے — شرف جس سے نوعِ بشر کو ملا ہے
سب اِس بزم مین جنکا نور و ضیا ہے — سب اِس باغ کی جن سے نشو و نما ہے
ہوے جو کہ پیدا ہین محنت کی خاطر — بنے ہین زمانے کی خدمت کی خاطر

نہ راحت طلب ہین نہ مہلت طلب وہ — لگے رہتے ہین کام مین روز و شب وہ
نہین لیتے دم ایکدم بے سبب وہ — بہت جاگ لیتے ہین سوتے ہین جب وہ
وہ تھکتے ہین اور چین پاتی ہے دُنیا — کماتے ہین وہ اور کھاتی ہے دُنیا

چنین گر نہ وہ ہون کھنڈر کاخ و ایوان — بنین گر نہ وہ شاہ و کشور ہون عریان
جو بوئین نہ وہ تو ہون جاندار بے جان — جو چھائین نہ وہ تو ہون جنگل گلستان
یہ چلتی ہے گاڑی اُنہی کے سہارے — جو وہ کل سے بیٹھین تو بیکل ہون سارے

کھپاتے ہین کوشش مین تاب و توان کو — گھلاتے ہین محنت مین جسم و روان کو
سمجھتے نہین جان اپنی جان کو — وہ مر مر کے رکھتے ہین زندہ جہان کو
بس اِس طرح جینا عبادت ہے اُنکی — اور اِس دُھن مین مرنا شہادت ہے اُنکی

مشقت مین عمر اُنکی کٹتی ہے ساری — نہین آتی آرام کی اُن کے باری
سدا بھاگ دوڑ اُنکی رہتی ہے جاری — نہ آندھی مین عاجز نہ مینھ مین ہین عاری
نہ لون جیٹھ کی دم اُڑاتی ہے اُنکا — نہ ٹھر ماہ کی جی چھڑاتی ہے اُنکا

نہ احباب کی تیغِ احسان سے گھائل — نہ بیٹے سے طالب نہ بھائی سے سائل
نہ دُکھ درد مین سوے آرام مائل — نہ دریا و کوہ اُنکے رستے مین حائل
سُنے ہون کبھی رستم و سام جیسے — غیور ایسے بھی لاکھون ہین گمنام ایسے

کسی کو یہ دُھن ہے کہ جو کچھ کمائیں — کھلائیں کچھ اوروں کو کچھ آپ کھائیں
کسی کو یہ کد ہے کہ جھیلیں بلائیں — یہ احسان کسی کا نہ ہرگز اُٹھائیں
کوئی محو ہے فکر فرزند و زن میں — کوئی چور ہے حُبِّ اہلِ وطن میں
جو مصروف ہے کشتکاری میں کوئی — تو مشغول دُکّان داری میں کوئی
عزیزوں کی ہے غمگساری میں کوئی — ضعیفوں کی خدمت گذاری میں کوئی
یہ ہے اپنی راحت کے سامان کرتا — وہ کُنبے پہ ہے جان قربان کرتا

کوئی اس تگ و دو میں رہتا ہے ہر دم — کہ دولت جہانتک ہو کیجے فراہم
رہیں جیتے جی تاکہ خود شاد و خرم — مریں جب تو دل پر نہ لیجائیں یہ غم
کہ بعد اپنے کھائینگے فرزند و زن کیا — لباس اُنکا اور اپنا ہوگا کفن کیا

بہت دل میں اپنے یہ رکھتے ہیں ارمان — کہ کر جائیں یاں کوئی کارِ نمایان
وہ ہوں تا کہ جب چشمِ عالم سے پنہان — تو ذکرِ جمیل اُنکا باقی رہے یاں
یہی طالبِ شہرت و نام لاکھوں — بناتے ہیں جی کھو کے کام لاکھوں

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے — نشاں جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہاں نہ طالب ثنا کے — نمائش سے بیزار دشمن ریا کے
ریاضت سب اُنکی خدا کے لیے ہے — مشقت سب اُسکی رضا کے لیے ہے

کوئی اُنمیں ہے حق کی طاعت پہ مفتون — کوئی نامِ حق کی اشاعت پہ مفتون
کوئی زہد و صبر و قناعت پہ مفتون — کوئی پند و وعظ و جماعت پہ مفتون
کوئی موج سے آپ کو ہے بچاتا — کوئی ناؤ ہے ڈوبتوں کی تراتا

[illegible]

بہت نوع انسان کے غمخوار دیاور ہوا خواہ ملت بہی اندیش کشور
شدائد کے دریائے خون ہین شناور جہان کی پر آشوب کشتی کے لنگر
ہر اک قوم کی ہست و بود اُنسے ہے یان سب اس انجمن کی نمود اُنسے ہے یان
کسی پہ ہو سختی صعوبت ہے اُنپر کسی پر ہو غم رنج و کلفت ہے اُنپر
کہین ہو ہلاکت مصیبت ہے اُنپر کہین آئے آفت قیامت ہے اُنپر
کسی پر چلین تیر آماج یہ ہین لُٹے کوئی رہگیر تاراج یہ ہین
یہ ہین حشر تک بات پر اڑنے والے یہ جہان کو میخون سے ہین جڑنے والے
یہ فوجِ حوادث سے ہین لڑنے والے یہ غیرون کی ہین آگ مین پڑنے والے
اُمنڈتا ہے رکنے سے اور انکا دریا جنون ہی زیادہ ہی کچھ انکا سودا
چڑھاتے ہین جب پانون ہٹتے نہین یہ بڑھا کر قدم پھر پلٹتے نہین یہ
گئے پھیل جب پھر سمٹتے نہین یہ جہان بڑھ گئے بڑھ کے گھٹتے نہین یہ
ہم بن کیے سر نہین بیٹھتے وہ جب اُٹھتے ہین اُٹھ کر نہین بیٹھتے وہ
خدا نے عطا کی ہے جو اُنکو قوت سمائی ہے دلمین بہت اُسکی عظمت
نہین پھیرتی انکا مُنھ کوئی زحمت نہین کرتی زیر اُنکو کوئی صعوبت
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے سمجھتے ہین ساتھ اپنے لشکر خدا کے
نہین مرحلہ کوئی دشوار اُن کو ہر اک راہ ملتی ہے ہموار اُن کو
گلستان ہے صحرائے پُر خار اُنکو برابر ہے میدان و کہسار اُنکو
نہین حائل اُنکی کوئی رہگذر مین سمندر ہے پایاب اُنکی نظر مین

اسیطرح یان اہل ہمت ہین جتنے
کمربستہ ہین کام پر اپنے اپنے
جہان کی ہے سب دہوم دہام اُنکے دم سے
فقیر اور غنی سب طفیلی ہین اُن کے
بغیر اُنکے یہ ساز و سامان تھی محلبر
نہوتے اگر یہ تو ویران تھی محلبر

زمین سب خدا کی ہے گلزار ان ہی سے
زمانے کا ہے گرم بازار ان ہی سے
ملے ہین سعادت کے آثار ان ہی سے
کُھلے ہین خدائی کے اسرار ان ہی سے
اِن ہی پر ہے کچھ فخر ہے گر کسی کو
اِن ہی سے ہے گر ہے شرف آدمی کو

اِن ہی سے ہے آباد ہر ملک و دولت
ان ہی سے ہے سرسبز ہر قوم و ملت
ان ہی پر ہے موقوف قومونکی عزت
اِن ہی کی ہے سب ربع مسکون[۵۱] مین برکت
دم اُنکا ہے دنیا مین رحمت خدا کی
ان ہی کو ہے پھبتی[۵۲] خلافت[۵۳] خدا کی

ان ہی کا اُجالا ہے ہر رہگذر مین
ان ہی کی ہے یہ روشنی دشت و در مین
ان ہی کا ظہور ہے سب خشک و تر مین
ان ہی کے کرشمے ہین سب بحر و بر مین
ان ہی سے ہے رتبہ یہ آدم[۵۴] نے پایا
کہ سر اُس سے روحانیون[۵۵] نے جھکایا

۵۱ کرۂ زمین مین تین چوتھائی پانی اور ایک چوتھائی خشکی ہے پس یہ چوتھائی خشکی ربع مسکون ہے ۱۲
۵۲ پھبنا بمعنی زیب دینا ۱۲
۵۳ اِس مصرعہ مین لفظ خلافت ہے اُس سے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جسمین خدا ے تعالی نے انسان کو اپنا خلیفہ اور جانشین فرمایا ہے یعنی اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط مین کرنے والا ہون زمین پر اپنا نائب ۱۲
۵۴ آدم سب سے پہلے انسان کو کہتے ہین جسکا دوسرا لقب ابو البشر ہے۔
۵۵ روحانی اصطلاح مین اُن لوگونکو کہتے ہین جو مذہب کے صرف روحانی باتون پر منحصر کرتے ہین جیسے عیسائی مگر اس جگہ مین روحانیون سے مراد ملائکہ ہین جنہون نے بحکم ایزدی آدم کے آگے سر جھکایا اور سجدہ کیا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ الآیۃ یعنی سجدہ کیا تمام فرشتون نے سب کے سب نے ۱۲

ہر اک ملک مین خیر و برکت ہے اُنسے | ہر اک قوم مین شان و شوکت ہے اُن سے
نجابت ہے اُن سے شرافت ہے اُن سے | شرف اُنسے فخر اُنسے عزت ہے اُنسے
جفاکش ہو گر تم ہو عزت کے خواہان | کہ عزت کا ہے بھید ذلت مین پنہان
مشقت کی ذلت جنھون نے اُٹھائی | جہان مین ملی اُنکو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اسکے ہرگز نہ پائی | فضیلت نہ عزت نہ فرمانروائی
نہال اس گلستان مین جتنے بڑھے ہین | ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہین
حکومت ملی اُن کو صفّار تھے جو | امامت کو پہونچے وہ قصّار (دھوبی ۱۲) تھے جو
وہ قطب زمان ٹھہرے عطّار تھے جو | بنے مرجع خلق نجّار (بڑھئی ۱۲) تھے جو
ابوالفضل یان اُٹھے سرّاج (زین ساز ۱۲) کتنے | ابوالفضل ہو گذرے حلّاج (دھنیا ۱۲) کتنے

لہ خراسان مین صفاریون کی حکومت تیس برس رہی یعقوب بن لیث انکا پہلا بادشاہ تھا صفار ٹھٹھیرے کو کہتے ہین یعقوب اول یہی کام کرتا تھا یہ حاکم سیستان کے یہان نوکر ہو گیا یہان تک کہ رفتہ رفتہ خراسان نیمروز کرمان اور فارس وغیرہ پر مسلط ہو گیا۔ اس بند مین اور بھی کئی پیشہ ورون کے نام آئے ہین۔ مثلاً قصار دھوبی کو۔ نجار بڑھی کو سراج زین گر کو۔ اور حلاج دھنیے کو کہتے ہین۔ بڑے بڑے ائمہ دین اور علما اور مشائخ یہ تمام پیشے کرتے تھے۔ اور ابوالفضل اصحاب فضل و کمال کو کہتے ہین اور ابوالوقت اور ابن الوقت اہل سلوک کی اصطلاح مین عرفا کے دو مرتبے ہین جن مین سے ابوالوقت اعلی مرتبہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

نہ بونصر[1] تھا نوع میں ہم سے بالا
نہ تھا بوعلی کچھ جہان سے نرالا
طبیعت کو بچپن سے محنت پہ ڈالا
ہوئی اس لیے صاحبِ قدر والا
اگر فکر کسبِ ہنر تم کو بھی ہو
تم ہی پھر ابونصر اور بوعلی ہو

بڑا ظلم اپنے پہ تم نے کیا ہے
کہ عزت کی یان جس ستون پر بنا ہے
ترقی کی منزل کا جو رہنما ہے
تنزل کی کشتی کا یونا خدا ہے
قوی پشت تھیں جس پہ پشتیں تمہاری
ہوئی دست بردار قوم اُس سے ساری

ہنر ہے نہ تم میں فضیلت ہے باقی
نہ علم و ادب ہے نہ حکمت ہے باقی
نہ منطق ہی باقی نہ ہیئت ہی باقی
اگر ہے تو کچھ قابلیت ہے باقی
اندھیرا نہ چھا جائے اس گھر میں دیکھو
پھر اُکسا[2] دو اس ٹمٹماتے دیے کو

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی
خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی کچھ نہ ان کی خبر لی
تو ہو جائیں گے ملکے مٹی میں مٹی
یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو ودیعت خدا کی

[1] محمد بن محمد بن ترخان جو ابونصر فارابی اور معلم ثانی کے لقب سے مشہور ہی حکمائے اسلام میں اسکے رتبے کا کوئی حکیم جامع فنون حکمت نہیں ہوا اسکی تقریباً ساٹھ کتابیں شمار کی گئی ہیں یونانیوں اور عربوں کا کوئی علم ایسا نہیں جسمیں اُس نے کتابیں نہیں لکھیں اس کی اکثر تصانیف مقبول اور برگزیدہ ہیں فاراب کا رہنے والا تھا جو ماوراء النہر کا ایک شہر ہے۔ مقتدر باللہ کے عہد میں عراق عرب میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں تحصیل علم کی۔ پھر سیف الدولہ حاکم حلب کے پاس دمشق میں چلا گیا اور وہیں ۳۳۹ھ میں وفات پائی ۱۲

[2] دیا اُکسانا ہندی لفظ ہے۔ یعنے چراغ کو اشتعال دینا ۱۲

یہی نوجوان پھرتے آزاد جو ہین | کمینونکی صحبت مین برباد جو ہین
شریفون کی کہلاتے اولاد جو ہین | مگر ننگ آبا و اجداد جو ہین
اگر نقد فرصت نہ یون مفت کھوتے | یہی فخر آبا و اجداد ہوتے

یہی جو کہ پھرتے ہین بے علم و جاہل | بہت اُنمین ہین جنکے جوہر ہین قابل
رذائل مین پنہان ہین اُنکے فضائل | انہی ناقصون مین ہین پوشیدہ کامل
نہ ہوتے اگر مائلِ لہو و بازی | ہزارون انہی مین تھے طوسی[۵۱] و رازی[۵۲]

یہی قوم ہے جس مین قحط آدمی کا | جہان شور ہے ہر طرف ناکسی[۵۳] کا
نہین جہل مین جسکے حصہ کسی کا | کبھی علم و فن پر تھا قبضہ اسی کا
وہ تھین جنکی کوشش کی ساری | وہی خون ہے ورنہ رگونمین ہماری

حکومت سے مایوس تم ہو چکے ہو | زر و مال سے ہاتھ تم دھو چکے ہو
دلیری کو ڈھاک کے منھ رو چکے ہین | بزرگی بزرگونکی سب کھو چکے ہو
مدار اب فقط علم پر ہے ہمارے شرف کا | کہ باقی ہے ترکہ یہی اک سلف کا

۵۱ طوس مشہد مقدس کا قدیم نام ہے۔ اور یہان طوسی سے مراد خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ساتوین صدی ہجری کے ایک اسلامی حکیم ہین جو ہلاکو خان کے مصاحب خاص اور مشیر تھے اور جن کی تصانیف اکثر علوم و فنون مین ابو نصر اور بو علی سینا کی تصانیف کے بعد سمجھی جاتی ہین ۱۲

۵۲ رازی رے کا باشندہ۔ رے عراق عجم کا ایک قدیم اور نامی شہر ہے اور یہان رازی مراد امام فخر الدین رازی سے ہے جنکی ولادت ۵۴۴ھ ہجری مین ہوئی تھی مسلمانون مین یہ بڑے جلیل القدر عالم گذرے ہین۔ انکی تصانیف مختلف علوم و فنون و مذہب مین پچاس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین صرف قرآن مجید کی تفسیر بارہ جلدون مین ہے ۱۲

۵۳ ناکسی کے معنے نالائقی کمینہ پن ۱۲

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہین سب یان | کہ ہے علم سرمایۂ فخر انسان
عرب اور عجم ہند اور مصر و یونان | رہا اتفاق اسپہ قومون کا یکسان
یہ دعویٰ تھا اک جسپہ حجت نہ تھی کچھ | کھلی اسپہ اب تک شہادت نہ تھی کچھ
جواہر تھا اک سب کی نظرون مین بھاری | پرکھنے کی جسکے نہ آتی تھی باری
فضائل تھے سب علم کے اعتباری | نہ تھین طاقتین اسکی معلوم ساری
پہ اب بحر و بر دے رہے ہین گواہی | کہ ہے علم مین زور دست الٰہی
کیا کوہسارون کو مسمار اس نے | بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینون کو منوایا دوّار[۱] اس نے | ثوابت کو ٹھہرایا سیار[۲] اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا | دیا پتلیون کو سکت آدمی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا | جہازون کو خشکی مین چلوانے والا
صداؤن کو سانچے مین ڈھلوانیوالا[۳] | زمین کے خزانے اگلوانے والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا | یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا

۱ تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ زمین ساکن نہین بلکہ متحرک ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے ۱۲

۲ تحقیقات قدیمہ مین سبع سیارہ کے علاوہ باقی ستارے ثوابت مانے جاتے تھے مگر اب تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ سبع سیارہ کے علاوہ اور بھی سیارے ہین بلکہ بہت سے شموس (جمع شمس) اور بہت سے اقمار (جمع قمر) آسمان پر نظر آتے ہین۔

۳ صداؤن کا سانچے مین ڈھلنا اشارہ ہے فونوگراف اور گراموفون کی جانب ۱۲

تمدن کے ایوان کا معمار ہے یہ
ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہ
کہین دستکارون کا اوزار ہی یہ
کہین جنگجویون کا ہتھیار ہے یہ
دکھایا ہی نیچا دلیرونکو اُس نے
بنایا ہے روباہ شیرونکو اِس نے

اسی کی ہے اب چارسو حکمرانی
کیے اسنے زیر ارمنی[۵۱] اور یمانی
ہوے رام دیوان[۵۲] مازندرانی
گئے زابلی[۵۳] بھول سب پہلوانی
ہوا اسکی طاقت سی تسخیر عالم
پڑے سامنے اسکے چرکس[۵۴] و دیلم[۵۵]

یہ لاکھون پہ ہی سیکڑون کو چڑھاتا
سوارون کو پیادون ہی سے ہی ترک دلاتا
جہازون سی ہی زورقون[۵۶] کو بھڑاتا
حصارون کو ہی ٹھیکرے مین اڑاتا
ہوا کوئی حربون سی اسکے نہ سربر
نہ ٹھہری زرہ اسکے آگے نہ بکتر

۵۱ ارمنی ارمینیا کے باشندے اور یمانی یمن کے باشندے ۱۲

۵۲ ولایت مازندران دیلم اور گیلان کے مشرق مین ہی اس نواح کی اکثر باشندی لیے وس کے ماتحت مین جنکو فردوسی نے شاہنامہ مین مازندران کے دیو کہا ہی مگر اب یورپ کے فنون جنگ نے انکو بھی مغلوب کر کے چھوڑا ۱۲

۵۳ زمانہ قدیم مین زابل کے نام سے وہ ملک مشہور تھا جسکے مشرق مین کابل مغرب مین سیستان جنوب مین سندھ اور شمال مین کوہستان ہزارہ ہی غزنین میمند اور فراہ وغیرہ اسکے مشہور شہر تھے ۱۲ کیانیون کے زمانہ مین یہ ملک رستم کے خاندان کی حکومت مین تھا۔ وہانکے باشندونکو زابلی و زابلستانی کہتے ہین ۱۲

۵۴ چرکس سرکیشیا کے باشندون کو کہتے ہین ۱۲

۵۵ دیلم ایک پہاڑی ملک کا نام ہی پہلے ایران مین شامل تھا اور اب عملداری روس مین داخل ہی اس ملک کے باشندون کو بھی دیلمی کہتے ہین جنکے بال اکثر گھونگروالے ہوتے ہین ۵۶ زورق چھوٹی کشتی کو کہتے ہین ۱۲

جنھون نے بنایا اُسے اپنا یاور — ہر اک راہ مین اُسکو ٹھہرایا رہبر
یہ قول آجکل صادق آتا ہے اُنپر — کہ اک نوع ہے نوع انسان سے برتر
الگ سب سے کام اُنکے اور طور ہین کچھ — اگر سب ہین انسان تو وہ اور ہین کچھ
بہت اُنکو معجز نما جانتے ہین — بہت دیوتا اُنکو گردانتے ہین
یہ جو ٹھیک ٹھیک اُنکو پہچانتے ہین — وہ اتنا مقرر اُنھین مانتے ہین
کہ دنیا نے جو کی تھی اب تک کمائی — وہ سب جزو و کل اُنکے حصے مین آئی

کیا علم نے اُنکو ہر فن مین یکتا — نہ ہمسر رہا کوئی اُنکا نہ ہمتا
ہر اک چیز اُن کی ہر اک کام اُنکا — سمجھ بوجھ سے ہے زمانے کی بالا
صنائع کو سب اُنکے تکتے ہین ایسے — عجائب ہین قدرت کی حیران ہو جیسے
دیے علم نے کھول اُن پر خزانے — چھپے اور ظاہر نئے اور پرانے
بتائے اُنھین غیب کے مال خانے — دکھائے فتوحات کے سب ٹھکانے
ہوا جیسے چھائی ہے سب بحر و بر پر — وہ یون چھا گئے خاور و باختر پر

یہ سچ ہے کہ ہے اصل تعلیم دولت — رہی ہے سدا پشت حکمت حکومت
ہوئی سلطنت جنکی دنیا سے رخصت — نہ علم اُن مین باقی رہا اور نہ حکمت
نہ یونان محکوم ہوکر رہا کچھ — نہ ایران تاج اپنا کھوکر رہا کچھ
یہ اک خارکش صبر و ہمت مین کامل — یہ کہتا تھا محنت سے گھٹتا تھا جب دل
کہ جن سختیون کا اُٹھانا ہے مشکل — وہی ہین کچھ اے دل اُٹھانے کے قابل
حلال آدمی کو ہے کھانا نہ پینا — نہ ہو ایک جبتک لہو اور پسینا

نہین سہل گر صید کا ہاتھ آنا | تو لازم ہے گھوڑون کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اُٹھانا | ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے | تو وقت اے عزیزو یہی ورکا ہے
کرو یاد اپنے بزرگون کی حالت | شدائد ہین جو ہارتے تھے نہ ہمت
اُٹھاتے تھے برسون سفر کی مشقت | غرض ہین کرتے تھی کسب فضیلت
جہان کھوج پاتے تھے علم و ہنر کا | نکل گھر سے لیتے تھے رستہ اُدھر کا
عراقین[۵۱] و شامات[۵۲] و خوارزم[۵۳] و توران[۵۴] | جہان جنس تعلیم سنتے تھے ارزان
وہین پے سپر کرکے کوہ و بیابان | پہونچتے تھے طلاب اُفتان و خیزان
جہان تک عمل دین اسلام کا تھا | ہر اک راہ مین اُنکا تانتا بندھا تھا

۵۱ عراقین دونون عراق یعنی عراق عرب و عجم جو کہ ایران کا پہاڑی حصہ ہے اور جسکو بلاد الجبل بھی کہتے ہین ۱۲
۵۲ ملک شام کو اسکے مختلف حصون کے لحاظ سے شامات بھی کہتے ہین جیسے گیلانات و شروانات گیلان و شروان کو کہتے ہین ۱۲
۵۳ خراسان کے شمال مین بحیرہ خوارزم یعنی جھیل یورال تک جس کا دار الحکومت اس زمانے مین خیوا ہے۔ ابتداے مذہب اسلام سے سلطان محمود خوارزم شاہ تک (جسکا خاتمہ چنگیز خان نے کیا) بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ یہان حکمران رہے اور اب روس کے ماتحت ہے گرگانج، برجانیہ، خیوا، زمخشر اور ہزارہ اسپ اسکے بڑے شہر ہین ۱۲
۵۴ ملک توران زمانہ سابق مین دریاے سندھ سے جھیل یورال تک مانا جاتا تھا اور یہ ایران کا مشرقی حصہ تھا اب اسکا کچھ رقبہ روسی عملداری مین شامل ہوگیا ہے ۱۲

نظامیّہ نوریّہ مستنصریّہ — نفیسیہ ستیّہ اور صاحبیہ
رواحیہ عزیّہ اور قاہریّہ — عزیزیہ زینیّہ اور ناصریّہ
یہ کالج تھے مرکز سب آفاقیون کی — حجازی و کردی و قبچاقیون کے

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے — جہانتک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے — کہ ہین عارضی زور کمزور سارے
اڑے وقت تم دائین بائین نہ جھانکو — سدا اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو

۵۱ اس بند مین چند مدارس اسلامیہ کا نام لیا گیا ہی ازانجملہ نظامیہ کے نام سے پانچ مدرسے ہرات نیشاپور اصفہان بصرہ و بغداد مین خواجہ نظام الملک طوسی وزیر الپ ارسلان سلجوقی کی بنا کردہ مشہور تھی اور نوریہ نور الدین ارسلان شاہ کا موصل مین مستنصریہ خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کا بغداد مین ستیہ یعنی مدرسہ ست الشام قاہرہ مین ایوب خواہر صلاح الدین کا بنایا ہوا دمشق مین صاحبیہ وزیر صفی الدین کا قاہرہ مین رواحیہ واحد بن زکی ابو القاسم ہبۃ اللہ کا دمشق مین ناصریہ ملک الناصر صلاح الدین کا قدس مین جاری تھی اور نفیسہ عزیزیہ زینیہ عزیہ قاہریہ وغیرہ جنکے بانیون کے نام معلوم نہین ہین بیت المقدس موصل بغداد دمشق اور اسکندریہ مین کھلے ہوئے تھے ۱۲

۵۲ حجازی حجاز کا رہنے والا حجاز عرب مین بحر احمر کے کنارے ایک پہاڑی سلسلہ ہی جو یمن سے شام تک شمالاً جنوباً چلا گیا ہی چونکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی سلسلے مین ہین اسلیے اہل مکہ اور اہل مدینہ کو حجازی کہتے ہین ۱۲

۵۳ کردی کرد سے منسوب ہے جو ایک ترکی قوم ہے اور سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس اسی قوم کا بہت بڑا ہیرو گذرا ہے ۱۲

۵۴ قبچاقی قبچاق کا رہنے والا بحیرہ کاسپین اور بحر اسود کی شمالی حصہ کو سابق مین دشت قبچاق کہتے تھے۔ اور اسوقت یہ تاتاری مسلمانون کی آبادی تھی اب یہ حصہ روس کی عملداری مین ہی ۱۲

بہت خوان[1] بے اشتہا تمنے کھائے — بہت بوجھ بندھ بندھ کے[2] تمنے اٹھائے
بہت آس پر ساز کی راگ گائے — بہت عارضی تمنے جلوے دکھائے
بس اب اپنی گردن پہ رکھو جوا[2] تم — کرو جاچتیں آپ اپنی روا تم

تم ہی اپنی مشکل کو آسان کروگے — تم ہی درد کا اپنے درمان کروگے
تم ہی اپنی منزل کا سامان کروگے — کروگے تم ہی کچھ اگر یان کروگے
چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے — مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سراسر ہو گو سلطنت فیض گستر — رعیت کی خود تربیت میں ہو یاور
مگر کوئی حالت نہیں اس سے بدتر — کہ ہر بوجھ ہو قوم کا سلطنت پر
ہو اس طرح ہاتھوں میں اسکی رعیت — کہ قبضے میں غسال[3] کے جیسے میت

وہی گُر تجارت کا اسکو سمجھائے — وہی صنعت اور حرفت اسکو بتائے
وہی کشتکاری کے آئین سکھائے — وہی اسکو لکھوائے وہ ہی پڑھائے
ملا جس رعیت کو ایسا سہارا — کیا آدمیت نے اس سے کنارا

یہی سلطنت کی ہے کامل اعانت — کہ ہو ملک میں امن اسکی بدولت
نفوس اور اموال کی ہو حفاظت — حکومت میں ہو اعتدال اور عدالت
نہ زور ارعیت پہ بیجا[5] ہو کوئی — نہ قانون جھٹ کار فرما ہو کوئی

---

[1] اِس نظم میں بے اشتہا خوان کھانے اور بندھ بندھ کے بوجھ اُٹھانے اور ساز کے سہارے پر راگ گانے اور عارضی جلوے دکھانے سے یہ مراد ہے کہ اب تک جسقدر انگریزی تعلیم تمنے حاصل کی ہے گورنمنٹ کی ترغیب سے کی ہے اپنی تعلیم کا آپ فکر نہیں کیا ۱۲

[2] جوا۔ (۱) قمار (۲) وہ لکڑی جو گاڑی کے بیلوں کی گردن پر رکھی جاتی ہے ۱۲

[3] مردے کو غسل دینے والا ۱۲ [5] بیجا حکومت۔ ضد۔ ہٹ ۱۲

جہان ہو یہ انداز فرمانروائی — رعیت کی ہے وان نیٹ بے حیائی
کہ ہر کام مین آس ڈھونڈھے پرائی — کرے آپ اپنی نہ مشکل کشائی
کھڑا ہو سہارے اک اڑوار کے گھر — مٹی وہ جہان آ رہے یہ زمین پر

گیا اب وہ ولتنگیون کا زمانہ — کہ اپنون کا حصہ تھا پڑھنا پڑھانا
برہمن کا بیٹے اگر شُدر بانا — تو اُس پر نہین کوئی اب تازیانہ
ہوئے برطرف سب نشیب و فراز اب — سفید اور سیہ مین نہین امتیاز اب

بس اب وقت کا حکم ناطق[1] یہی ہے — کہ جو کچھ ہے دنیا مین تعلیم ہی ہے
یہی آجکل اصل فرماندہی ہے — اسی مین چھپا سرّ شاہنشہی ہے
ملی ہی یہ طاقت اسی کیمیا کو — کہ کرتی ہے یہ ایک شاہ و گدا کو

سکھاتی ہے محکوم کو یہ اطاعت — سکھاتی ہی حاکم کو راز عدالت
دلون سے مٹاتی ہے نقش عداوت — جہان سے اٹھاتی ہے رسم بغاوت
یہی ہے رعیت کو حقدار کرتی — یہی ہے کہ و مہ کو ہموار کرتی

سنی ہے غریبون کی فریاد اسی نے — کیا ہے غلامی کو برباد اسی نے
ریپبلک[2] کی ڈالی ہی بنیاد اسی نے — بنایا ہے پبلک[3] کو آزاد اسی نے
مقید بھی کرتی ہی یہ در رہا بھی — بناتی ہی آزاد بھی باوفا بھی

---

[1] روز مرہ کی بول چال مین ضروری اور تاکیدی حکم کو کہتے ہین ۱۲ [2] ریپبلک سلطنت جمہوری جسمین تمام رعیت کو انتظام ملک اور وضع قانون وغیرہ مین مداخلت ہوتی ہے جیسے بالفعل فرانس اور امریکہ وغیرہ مین جاری ہے اور روس کی رعایا بھی اسکی خواہش کر رہی ہے [3] پبلک جمہور رعایا انگریزی لفظ ہے ۱۲

تجارت نے رونق ہی یہ ایسی پائی | کہ ہیچ اسکے آگے ہے فرمانروائی
فلاحت کی یہ منزلت ہے بڑھائی | کہ فلاح کرتے ہین معجز نمائی
ترقی یہ صنعت کو دی ہی بلا کی | کہ ہوتی ہی معلوم قدرت خدا کی
یہ نااتفاقی سے ہے قومون سب کھوتی | یہ قومی محبت کا ہے بیج بوتی
یہ آپس کے کینے دلون سی ہی دھوتی | یہ دانے ہی سب ایک لڑ مین پروتی
یہ نقطونپہ خط کی طرح ہی گذرتی | کرورون دلونکو ہی یہ ایک کرتی
جہان یہ نہین وان نہ قوم اور نہ ملت | نہ ملکی حمایت نہ قومی حمیت
جدا سب کے رنج اور جدا سب کی راحت | الگ سب کی ذلت الگ سب کی عزت
خبر وان نہین یہ کہ ہی قوم شی کیا | چھپا سر حق اس تعلق مین ہی کیا
جنہون نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت | نہ جانی مسلط ہوئی ان پہ ذلت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت | گھرانون پہ چھائی امیرون کی نکبت
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل | ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل
نہ چلتے ہین وان کام کاریگرون کے | نہ برکت ہی پیشے مین پیشہ ورون کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگرون کے | ہوئے بند دروازے اکثر گھرون کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے | وہ ہین اب دھرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے
ہنر اور فن وان ہین سب گھٹتے جاتے | ہنرمند ہین روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبون کے فضل و ادب گھٹتے جاتے | طبیب اور انکے مطب گھٹتے جاتے
ہوئی پست سب فلسفی اور مناظر | نہ ناظم ہین سرسبز انکے نہ ناثر

اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں — تو کپڑا وہ ایک اور دنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں — تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں
ہر اک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ — مکینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

نہ پاس اُنکے چادر نہ بستر ہے گھر کا — نہ برتن ہیں گھر کے نہ زیور ہے گھر کا
نہ چاقو نہ قینچی نہ نشتر ہے گھر کا — صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا
کنول مجلسوں میں قلم دفتروں میں — اثاثہ ہے سب عاریت کا گھروں میں

جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت — تو مر جائیں بھوکے وہاں اہل حرفت
ہو اُن تجار پر بند راہِ معیشت — دُکانوں میں ڈھونڈھے نہ پائیں بضاعت
پرائے سہارے ہیں بیوپاری سب — طفیلی ہیں سیٹھ اور تجار وان سب

یہ ہیں ترک تعلیم کی سب سزائیں — وہ کاش اب بھی غفلت سے باز آئیں
مبادا رہِ عافیت بھی نہ پائیں — کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں
ہوا بڑھتی جاتی ہے سر رہگذر ہے — چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے

لیے فرد بخشیِ دوراں کھڑا ہے — ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
جنھیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے — اُنھیں بخشتا تیغ و طبل و لوا ہے
یہ ہیں بے ہنر یکقلم چھٹتے جاتے — رسالوں سے نام اُنکے ہیں کٹتے جاتے

بس اب علم و فن کو وہ پھیلاؤ سامان — کہ نسلیں تمھاری بنیں جن سے انسان
غریبوں کو راہِ ترقی ہو آسان — امیروں میں ہو نورِ تعلیم تابان
کوئی تم میں دنیا کی عزت کو تھامے — کوئی کشتیِ دین و ملت کو تھامے

بنے قوم کھانے کمانے کے قابل — زمانے مین ہو منھ دکھانے کے قابل
تمدن کی مجلس مین آنے کے قابل — خطاب آدمیت کا پانے کے قابل
سمجھنے لگین اپنے سب نیک و بد وہ — لگین کرنے آپ اپنی پی مدد وہ

کرو قدر انکی ہنر جن مین پاؤ — ترقی کی اور انکو رغبت دلاؤ
دل اور حوصلے انکے ملکر بڑہاؤ — ستون اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ
کوئی قوم کی جن سے خدمت بن آئے — بٹھائین انھین سر پہ اپنے پرائے

کروگے اگر ایسے لوگون کی عزت — تو پاؤگے اپنے مین تم اک جماعت
بڑھائیگی جو قوم کی شان و شوکت — گھرانون مین پھیلائیگی خیر و برکت
مدد جسقدر تمسے وہ آج لیگی — عوض تمکو کل اسکا دہ چند دیگی

ترقی کے یونان کی اسباب کیا تھے — تمدن کے میدان مین زور آزما تھے
ہنر پر جہان پیر و برنا فدا تھے — وطن کی محبت مین یکسر فنا تھے
مقاصد بڑے اور ارادے تھے عالی — نہ تھا اُن سے چھوٹا بڑا کوئی خالی

سبب کچھ نہ تھا اسکا جز قدردانی — کہ ہوتے تھے جو علم و حکمت کے بانی
ترقی مین کرتے تھے جو جانفشانی — حیات انکو ملتی تھی وان جاودانی
وطن جیتے جی انپہ قربان تھا سارا — پس از مرگ پجتے تھے وہ آشکارا

سلہ قدیم یونانیون مین یہ دستور تھا کہ جو شخص اہل کمال سے مرجاتا تھا تو باشندگان یونان اُسکا بت بناکر عام گذرگاہون پر نصب کرتے تھے اور اُسکو مثل دیوتا کی قرار دیکر اُسکی پرستش کیا کرتے تھے اس حوصلہ افزائی سے قوم مین بڑے بڑے علما و حکما پیدا ہوگئے تھے جنکے (اسٹیچو) (مجسمے) اب بھی یونان کے بعض بعض مقامات مین نظر آتے ہین ۱۲

اسی گُر نے تھا جوش سب کو دلایا | کہ تھا اک جزیرے نے رُتبہ یہ پایا
اِسی شوق نے تھا دلوں کو بڑھایا | اِسی نے تھا یونان کو یونان بنایا
اِسی اُمید پر کوششیں تھیں یہ ساری عبرت | کہ ہو قوم کے دلمیں عظمت ہماری

جنھیں ملک میں اپنی رکھنی ہو وقعت | جنھیں سلطنت کی ہو مطلوب قربت
جنھیں تھامنی ہو گھرانے کی عزت | جنھیں دین کی ہو نہ منظور ذلت
جنھیں نسل و اولاد ہو اپنی پیاری | اُنھیں فرض ہے قوم کی غمگساری

بہت دل ہیں نرم اُن میں ہو جاتے | کہ حالت پہ ہیں قوم کی اُمڈے آتے
تنزل پہ ہیں اُسکے آنسو بہاتے | نہیں آپ کچھ کر کے لیکن دکھاتے
خبر بھی ہے دل انکے جلتے ہیں کس پہ | وہ ہیں آپ ہی ہاتھ ملتے ہیں جس پہ

رئیسوں کی جاگیرداروں کی دولت | فقیہوں کی دانشوروں کی فضیلت
بزرگوں کی اور واعظوں کی نصیحت | ادیبوں کی اور شاعروں کی فصاحت
کھلیں تب کچھ آنکھیں اہل وطن کی | جو کام آئے بہبود میں انجمن کی

جماعت کی عزت میں ہے سب کی عزت | جماعت کی ذلت میں ہے سب کی ذلت
رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت | نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت
یہی شاخ پھولیگی یاں اور پھلیگی | ہری ہوگی جڑ اس گلستاں میں جسکی

ذخیرہ ہے جب جو بنا کوئی پاتا | تو بھاگا گا جماعت میں ہی اپنی آتا
اُنھیں ساتھ لے لیکے ہی یاں سے جاتا | فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا
سدا انکی ہیں اس طرح کام چلتے | کمائی سے اک اک کی لاکھوں ہیں پلتے

جب اک چھوٹا جس مین دانش حکمت | بنی نوع کی اپنی برلائے حاجت
معیشت سے اک اک کو بخشے فراغت | کرے اُسپہ وقف اپنی ساری غنیمت
تو اس سے زیادہ ہے بے غیرتی کیا | کہ ہو آدمی کو نہ پاس آدمی کا
غضب ہے کہ جو نوع ہو سب سے برتر | گنے آپ کو جو کہ عالم کا سرور
فرشتون سے جو سمجھے اپنے کو بڑھکر | خدا کا نبی جو کہ دنیا مین مظہر
نہو مردمی کا نشان اُسمین اتنا | مسلم ہے مٹی کے کیڑونمین جتنا
الٰہی بحق رسولؐ تہامی[۱] | ہر اک فرد انسان کا تھا جو کہ حامی
جسے دور و نزدیک تھے سب گرامی | برابر تھے مکّی و زنگی و شامی[۲]
شریرون کو ساتھ اپنے جسنے نباہا | برون کا ہمیشہ بھلا جسنے چاہا
طفیل اُسکا اور اُسکی عترت[۳] کا یارب | پکڑ ہاتھ جلد اُسکی اُمت کا یارب
اک ابر اُسپہ بھیج اپنی رحمت کا یارب | غبار اُس سے جو دھوئے ذلت کا یارب
کہ ملت کو ہے ننگ ہستی سے اُسکی | ہوا پست اسلام پستی سے اُسکی

۱؎ تہامی تہامہ کا رہنے والا تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے ینبوع سے العقل تک چلا گیا ہے کہتے ہین جسکے مشہور مقامات احمیر، ابو عریش، جدہ، فلیص، بدر، حنین، ینبوع وغیرہ ہین۔ چونکہ مدینہ منورہ بھی سرزمین تہامہ مین شامل ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو تہامی کہتے ہین ۱۲

۲؎ مکّی مکہ کا زنگی زنگبار کا شامی شام کا رہنے والا ۱۲

۳؎ عترت بمعنی اولاد ۱۲

بچا ان کو اس تنگنائے[۵۱] بلا سے
کہ رستہ ہو گم رہرو[۵۲] و رہنما سے
نہ امید یاری[۵۳] ہو یار آشنا سے
نہ چشم اعانت ہو دست و عصا سے
چھپ اُس وقت چھائی ہوئی ظلمتیں ہوں
دلوں میں امیدوں کی جا حسرتیں ہوں
اُٹھیں کل کی ٹھوکر آج کرنی سکھا دے
ذرا اُنکی آنکھوں سے پردہ اُٹھا دے
کمینگاہ[۵۴] بازی دوران دکھا دے
جو ہونا ہے کل آج اُنکو سجھا دے
چھتیں پاٹ لیں تا کہ باران سے پہلے
سفینہ[۵۵] بنا رکھیں طوفان[۵۶] سے پہلے

[۵۱] تنگنا۔ تنگی۔ وہ گلی جو تنگ ہو۔ تنگ جگہ۔ درہ پہاڑ کا ۱۲
[۵۲] رہرو سے مراد عام مسلمان اور رہنما سے حضرات علمائے کرام ۱۲
[۵۳] یاری مددگاری کرنا۔ مدد کرنا ۱۲
[۵۴] کمینگاہ۔ گھات کی جگہ جہاں دشمن کی تاک میں بیٹھیں ۱۲
[۵۵] سفینہ۔ کشتی۔ ناؤ ۱۲
[۵۶] طوفان۔ آب کثیر۔ پانی کی رو جو مکانوں کو گرا دیوے اور انسان و حیوان بہا لیجاوے۔ آندھی جو بہت تیز ہو ۱۲

تمت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مناجات حالی بحضور محبوب باری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وقتِ دعا ہے
اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کی مدعو تھی کبھی خسرو وکسریٰ
خود آج وہ مہمان سرای فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہان جس سی چراغان
اب اُسکی مجالس مین نہ بتّی نہ دِیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سی عالم کا نگہبان
اب اُسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اُس دین مین خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نی تھی غیرون کے دل آکے ملائے
اُس دین مین خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ وجدل چار طرف اُسمین بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیرِ غنا بھی
اُس دین مین اب فقر ہی باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گود و نمین پلا تھا حکما کی
وہ عرصۂ تیغِ جہلا و سُفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھی مغلوب
اب معترض اُس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے

ہی دین تراب بھی وہی چشمۂ صافی
دیندار و نمین پر آب ہی باقی نہ صفا ہے

یان راگ ہی دن رات تو دان رنگ شب و روز
یہ محفلِ اعیان ہے وہ بزمِ شرفا ہے

چھوٹو نمین اطاعت ہی نہ شفقت ہی بڑو نمین
پیار و نمین محبت ہی نہ یار و نمین وفا ہے

دولت ہی نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہی باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہر دین کی دولت ہی بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اُسمین نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اُسکا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اُسکی جلا ہے

جس قوم مین اور دین مین ہو علم نہ دولت
اُس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم مین تیری نہین اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یان اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہین یہ نام بھی مٹجائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زمان میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبدِ اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اُسمین صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اُسکے ہوا ہے

وہ روشنیِ بام و درِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جسکی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہین وان کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اُس قوم کا اک ایک گھر اب بزمِ عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذرون مین
دن رات بلند اُنمین فقیرونکی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق مین جو سر بفلک تھی
وہ یاد مین اسلاف کی اب رو بقفا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حِکَم کی
اب علم کا وان نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج اُنکے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت مین اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہین بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے حسرت ہے دلون مین نہ رجا ہے

جو کچھ ہین وہ سب اپنے ہی ہاتھونکے ہین کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُری کام کا انجام بُرا ہے

کی زیبِ بدن سب نے ہے پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

درکار ہے یاں معرکے میں جوشن و خفتان[له]
اور دوش پہ یاں کو وہی کہنہ ردا ہے

دریا ہے پُر آشوب اک راہ میں حائل
اور پیٹھ کی گھوڑ ناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے

ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہیدست چلا ہے

یاں نکلی ہیں سودے کو درم لیکے پرانے
اور سکّہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک اُن سے کیا ہے

صدمہ دُرِ دنداں کو ترے جن سے کہ پہونچا
کی اُنکے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کی تو نے خطا عفو ہے اُن کینہ کشوں کی
کھانے میں جنھوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحُّم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول اُنہی سے تری پھر مدح و ثنا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جسکا جہاز آ کے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے اک اُن میں سوا ہے

ہر چپقلشِ دہرِ مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی
وہ خاک ہمارے لیے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرّف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

له خفتان سلیح جنگ

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اُسکی ہر اک دل میں سوا ہے
کل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمھارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ تجھپہ زیادہ
اخبار ہیں الطالح لی ہمنے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہماری نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
جو تم اُمت تری ہر حال میں راضی برضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے
ہاں حالیِ گستاخ نہ بڑھ حدِّ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے
ہے یہ بھی خبر تجکو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگِ خطا ہے

تمت

بفضل الٰہی سے مسدس و مناجات مؤلفہ جناب مولوی الطاف حسین صاحب تخلص حالی رحمۃ اللہ الوالی حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵ بماہ رمضان ۱۳۳۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۱۲ع باہتمام احقر العباد الی رحمت ربہ شید محمد عبد المجید غفر اللہ الحمید در مطبع مجیدی واقع کانپور طبع شد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ترجمہ تاریخ فرشتہ طبع جدید	چار روپیہ	سراج الرقیم		علیہ وسلم ہر ایک پیغمبر کا حال	
تاریخ فتح قسطنطنیہ		قصۂ اصحاب کہف	ڈیڑھ آنہ	مع وجہ تسمیہ اسرائیل کے	
مختصر حالات سلاطین عثمانیہ		مجموعۂ واقدی		ہر ایک ذکر کے شروع مین	
سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ		یعنی فتوح الشام و		آیت قرآن مجید لکھدی ہے	
کی عجیب وغریب فتوحات		العراق والعجم وغیرہ گندہ کاغذ	چار روپیہ آٹھ آنہ	کہ جس سے معلوم ہو جائے	
قابل دید از مسٹر بدر الدین		حقائق الموجودات	تین آنہ	کہ ذکر فلان آیت و رکوع و	
بی۔ اے۔	سوا روپیہ	مرآۃ الکونین	ڈیڑھ روپیہ	سورۃ مین ہے اور کون پیغمبر	
واقعات انیس	دو روپیہ	سیر برہما	آٹھ آنہ	کس کے پہلے تھے اور انکے	
جواہر اسرائیل حصہ دوم		تذکرۃ الکرام		زمانہ مین کون کون	
ارمغان اسرائیل	آٹھ آنہ	تاریخ خلفای عرب		بادشاہ نامی گذرے ہے	
تاریخ مکہ معظمہ	ڈیڑھ آنہ	واسلام مع نقشہ	ایک روپیہ چھ آنہ	اور سلسلۂ افغانان و	
کارنامۂ ترک	دس آنہ	عجائب القصص کلان	سوا دو روپیہ	شیوخ و سلاطین ماضیہ و	
فتوحات بھنسا	دو روپیہ	المیمون مع الجزیرہ	آٹھ آنہ	ریاستہای حال کی تفصیل ہے	
تاریخ احمدی	چھ آنہ	شاہنامہ منظوم	ساڑھے چار آنہ	گویا کہ اس خاندان کا یہ آئینہ	
تاریخ بیت المقدس	پانچ آنہ	تاریخ ہند از مولوی		ہے ہر مسلمان کو اسکے دیکھنے	
تاریخ جدلیہ	ڈیڑھ روپیہ	عبدالکریم بی۔ اے		کی اشد ضرورت ہے	
مرآۃ السلاطین ترجمہ		مطبوعہ جدید		حالات سلف کے معلوم	
سیر المتاخرین کامل	ڈھائی روپیہ	ترجمہ سکندرنامہ منظوم	ساڑھے نو آنہ	کرنیکا اس سے بہتر کوئی	
واقعات ہند	ساڑھے چھ آنہ	ارمغان اسرائیل		ذریعہ نہین خوبی اسکی	
بغاوت ہند	بارہ آنہ	ابتداے زمانہ بنی اسرائیل		دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے	چھ آنہ
تاریخ بنی اسرائیل	پانچ آنہ	سے تا حضرت عبداللہ بن سلام		ہیبت ترک ڈر کو	
تاریخ ابلیس	تین آنہ	صحابہ رسول خدا صلے اللہ		نوبیا کا اردو ترجمہ	چار آنہ

لغات الصراح عربی دان حضرات خصوصاً طلبہ کے لیے لغات مین صراح جسقدر ضروری اور اہم ہے وہ اسکی عام مقبولیت سے ظاہر ہے شاید کسی طالب علم اور قدردان علم کا کتب خانہ اس کتاب سے خالی نہوگا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی آپکو معلوم ہوگا کہ اسمین لغات کے تلاش کرنے مین بہت دقت پڑتی ہے تاوقتیکہ الفاظ کا مادہ اور اصل معلوم نہو اسکا صراح مین تلاش کرنا محال ہے اسلیے ادبیات عربیہ نے کتاب صراح کی تلخیص فرماکر اور لغات کو بلا خیال مادہ و اصل مثل کریم اللغات و لغات کشوری کے جمع کردیا ہے جس سے ہر استعداد والا اس سے نفع اٹھا سکتا ہے اور اسکا نام لغات الصراح بالتصحیح فی الایضاح اسم بامسمی رکھا ہے فاضل مصنف نے کوزہ مین دریا کو بند کرنیکا اعجاز دکھایا ہے ہر لغت شروع سطر سے شروع ہے تاکہ نظر پڑنے مین آسانی ہو حجم بالکل مختصر قیمت براہ رفاہ عام صرف ایک روپیہ چار آنہ رکھی گئی ہے

الصالحات یعنی نیک بیبیان جو مندرجہ ذیل چار رسالونکا مجموعہ ہے

مرضعۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنی آنحضرت کی دایہ حلیمہ سعدیہ کے حالات وغیرہ

زوجۂ طاہرہ آنحضرت کی پہلی بی بی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات مبارک

صدیقہ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے تمام زندگی کے حالات

بضعۃ الرسول ۔ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ زہرا کے زندگی کے حالات وغیرہ جسکو مولانا سید **اصغر حسین** صاحب نے بہت خوبی سے جمع فرمایا ہے قیمت جملہ

اعلان ناظرین والا تمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اندنون یہ **مجموعہ زاد العقبیٰ** جسمین مجموعہ کلام الٰہی مترجم و مناجات مقبول و قربات عند اللہ و صلوات الرسول و قصد السبیل مصنفہ عالم تبحر فاضل لوذعی جناب حاجی حافظ مولانا مولوی **اشرف علی** صاحب شامل ہین احقر نے نہایت اہتمام و انتظام کے ساتھ چھپوایا ہے چونکہ اس مجموعہ کا حق بذریعہ رجسٹری محفوظ کرادیا جاویگا لہذا کوئی صاحب بلا اجازت راقم کے اسکو ہرگز طبع نفرمائین ورنہ بموجب قانون جسٹری کی نقصان اٹھاوینگے **مصرع**

بر رسولان بلاغ باشد و بس فقط